حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اپیل اپنی قوم سے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رسالہ ریویو آف ریلیجنز کی توسیع اشاعت کیلئے فرماتے ہیں۔ "اگر خدانخواستہ یہ رسالہ کم توجہی اس جماعت سے بند ہو گیا۔ تو یہ واقعی اس سلسلہ کے لئے ایک ماتم ہوگا۔ اس لئے میں پورے زور کے ساتھ اپنی جماعت کے مخلص جوانمردوں کو اس وقت توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس رسالہ کی اعانت مالی امداد میں جہانتک ان سے ممکن ہے اپنی ہمت دکھلاویں" پھر فرماتے ہیں:۔ "اگر اس رسالہ کی اعانت کیلئے اس جماعت میں سے دس ہزار خریدار اردو یا انگریزی کا پیدا ہو جائے۔ تو یہ رسالہ خاطر خواہ چل نکلیگا۔ اور میری دانست میں اگر بیعت کرنیوالے اپنی بیعت کی حقیقت پر قائم رہ کر اس بارہ میں کوشش کریں تو اس قدر تعداد کچھ بہت نہیں بلکہ جماعت موجودہ کی تعداد کے لحاظ سے یہ تعداد بہت کم ہے۔"

احمدیہ جماعت کے لئے ان الفاظ سے بڑھکر زیادہ مؤثر اور کون سے الفاظ ہونگے۔ مگر جائے افسوس ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو کئی سال پہلے جبکہ جماعت کی حالت آج سے کہیں زیادہ کمزور تھی۔ دس ہزار خریدار اس رسالہ کے لئے چاہتے تھے۔ مگر دس ہزار تو کیا دو ہزار خریدار بھی ابھی تک جماعت نے نہیں پیدا کئے۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ کی پروا نہیں ہو رہی۔ تو میری اپیل کیا اثر کریگی۔ امیر۔ پریزیڈنٹ اور سکرٹری صاحبان ایسے ارشادات کی تعمیل کے زیادہ ذمہ دار ہیں۔ ریویو اردو کی قیمت تین روپے طالب علم اور غیر احمدی دو روپے آٹھ آنہ ۔

ماہ فروری کا رسالہ وی پی ہوگا

ان تمام خریداران ریویو کے نام جن کی قیمت ۳۱ دسمبر ۱۹۲۲ء کو یا اس سے پہلے کے کسی مہینے میں ختم ہوتی ہے۔ رسالہ ماہ فروری پیشگی قیمت وصول کرنے کے لئے وی پی ہوگا۔ میں امید کرتا ہوں کہ خریداران رسالہ وی پی وصول فرما کر شکریہ کا موقعہ دینگے۔ جو صاحبان وی پی وصول کرنے کے لئے تیار نہ ہوں۔ وہ پہلے ایک کارڈ پر اطلاع دیدیں تاکہ ان کے نام وی پی نہ ہو۔ لیکن خط میں یہ وضاحت ضروری ہے۔ کہ فلاں ماہ کو قیمت بھیج دی جائیگی۔ یا ہمیں وی پی کی اجازت ہے +

مینیجر ریویو اردو از قادیان

تشحیذ الاذہان کے گذشتہ فائل

تشحیذ کے فائلوں میں مفصل مدلل جامع علمی مضامین ہر مذہب کے بارے میں ہیں۔ گذشتہ آٹھ سالوں کے فائل بیس روپے میں لے کر آپ بہت سا علمی ذخیرہ جمع کر سکتے ہیں ۔

مینیجر ریویو از قادیان

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۷۹

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ
عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

(یعنی)

رسالہ ریویو آف ریلیجنز

ایڈیٹر قاضی محمد ظہور الدین اکمل

نمبر (۱) | جمادی الاولیٰ ۱۳۴۱ھ | مطابق جنوری ۱۹۲۳ء | جلد (۲۲)

فہرست مضامین

Digitized by Khilafat Library

مضمون	صفحہ	مضمون نگار
مستورات سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا خطاب — اسلام کی تعلیم کا خلاصہ	۱–۱۶	مرتبہ منشی غلام نبی صاحب ایڈیٹر الفضل
شذرات (۷)	۱۷–۲۲	اکمل
دیو سماج اور ہم	۲۳–۳۰	؎
تردید کفارہ	۳۱–۳۲	مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری
آریوں سے بیس مطالبات	۳۳–۳۴	مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری
سلطان القلم کی صداقت اور ایک مقلد کی بطالت نمبر ۱	۳۵–۳۹	خواجہ جلال الدین صاحب شمس مولوی فاضل
متفرق	۴۰–۴۱	اکمل
حضرت علی کی رائے شیخین کے بارہ میں	۴۱–۴۳	شاہ سید کرم حسین دوالمیال
ہم اور ہمارے مقصد	۴۴–۴۸	اکمل

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر چھپ کر شائع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علٰی رسولہ الکریم

مستورات سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا خطاب

اسلام کی تعلیم کا خلاصہ

Digitized by Khilafat Library

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے بمقام سیالکوٹ ۱۲- اپریل سنہ ۱۹۲۰ء مستورات کے لئے پنجابی زبان میں جو تقریر فرمائی۔ اسے اُردو زبان میں مرتب کر کے احمدی خواتین کے استفادہ کے لئے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ (خاکسار غلام نبی ایڈیٹر "الفضل")

حضور نے فرمایا:-

وعظ عمل کرنیکے لئے سنو

ان چند دنوں میں مجھے عورتوں کی طرف سے بہت سے رقعے ملے ہیں جن میں وہ لکھتی ہیں۔ کہ ہمیں بھی کچھ سنایا جائے۔ اگرچہ یہ جوش قابل تعریف ہے۔ لیکن خالی جوش اس وقت تک کچھ کام نہیں دیتا۔ جب تک انسان جو کہے اس پر عمل نہ کرے۔ دیکھو اگر ایک شخص بھوکا ہو۔ اور بھوک سے اس کی جان نکل رہی ہو۔ اس کو کہا جائے کھانا کھالو۔ کھانا کھالو۔ لیکن دیا نہ جائے۔ تو اس سے اس کا پیٹ نہیں بھر جائے گا۔ اسی طرح وہ عورتیں جو دین کی باتیں سنتی ہیں لیکن ان پر عمل نہیں کرتیں۔ ان کو بھی کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ بلکہ ان عورتوں کی نسبت جن کو دین کی باتیں سننے کا موقع نہیں ملتا۔ ان کے لئے زیادہ خوف اور ڈر کا مقام ہے۔ کیونکہ جو نہیں سنتیں وہ معذور سمجھی جا سکتی ہیں۔ لیکن جو سنتی ہیں۔ اور پھر ان پر عمل نہیں کرتیں۔ وہ بہت زیادہ مجرم اور گنہگار ہیں۔ عام طور پر عورتیں وعظ کو ایک تماشا سمجھتی ہیں۔ جس طرح بچے کوئی تماشا دیکھتے ہیں۔ اور پھر تھوڑی دیر کے بعد اسے بھلا دیتے ہیں۔ اسی طرح عورتیں کرتی ہیں۔ مردوں میں تو ایک جماعت ایسی ہے۔ کہ وہ وعظ و نصیحت کی باتیں سن کر ان پر عمل کرتے اور ترقی کرتے جاتے ہیں۔ لیکن عورتیں عام طور پر کچھ فائدہ نہیں اٹھاتیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ وہ نہ اخلاق میں نہ دین میں نہ تمدن میں نہ معاشرت میں ترقی کرتی ہیں۔ اور نہ ان کو کوئی فائدہ پہنچتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ مردوں کی نسبت عورتوں کو کم وعظ و نصیحت کی باتیں سننے کا موقع ملتا ہے۔ تاہم کچھ نہ کچھ تو

وہ بھی سُنتی ہیں۔ اسلئے ان کا یہ کہنا کہ مردوں جتنا ان کو نہیں سُنایا جاتا اس وقت درست ہوسکتا ہے۔ اور یہ کہنے کا انہیں اس وقت حق پہنچتا ہے۔ جبکہ جس قدر انہیں سُنایا جاتا ہے۔ اس کو یاد رکھیں اور اُس پر عمل کریں۔ ایک طالب علم اگر اپنا پہلا سبق یاد کرکے سُنا دے۔ تو پھر اس کو یہ کہنے کا حق ہوتا ہے۔ کہ اور سبق پڑھاؤ۔ لیکن اگر وہ پہلا ہی سبق یاد نہیں کرتا۔ تو اسے اور پڑھانے کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ اسی طرح عورتوں کو جس قدر سُنایا جاتا ہے۔ اس کو اگر وہ یاد رکھیں اور اس پر عمل کریں۔ تو ان کا حق ہے کہ اور سُننے کا مطالبہ کریں۔ ورنہ نہیں۔ پس تم بجائے اس کے کہ یہ کہو کہ ہمیں مردوں کی طرح لیکچر سُنائے جائیں۔ جو کچھ سُنایا جا چکا ہو۔ اس پر عمل کرکے دکھاؤ۔ ورنہ اگر تم اس پر عمل نہ کرو۔ اور اور سُننے کا مطالبہ کرو۔ تو جو کچھ تمہیں سُنایا جائیگا۔ وہ مجبوری سے سُنایا جائیگا۔ اور اس کا کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ کیونکہ جو ایک بات کو ہی یاد نہیں رکھتا۔ وہ دوسری کو کس طرح یاد رکھیگا۔ جو ایک روٹی ہضم نہیں کرسکتا۔ وہ دو کس طرح ہضم کرلیگا۔ پس اگر تم نے ان پہلی باتوں پر عمل نہیں کیا۔ جو تمہیں سُنائی جاچکی ہیں۔ تو کیا امید ہوسکتی ہے۔ کہ اور سُنانے سے کچھ فائدہ اُٹھایا جائیگا۔ پس مَیں پہلے تمہیں یہ نصیحت کرنا چاہتا ہوں۔ کہ کسی وعظ کی مجلس میں تماشہ کے طور پر شامل ہونا اور وہ باتیں جو اس میں سُنائی جائیں۔ ان کو گھر جاکر بھلا دینا گناہ ہے۔ اور اس کا کچھ فائدہ نہیں ہے وعظ سُنانے کی غرض یہی ہوتی ہے۔ کہ اس کو یاد رکھا جائے۔ اور اس پر عمل کیا جائے ؞

اچھا وعظ وہ نہیں جسمیں سامعین کی تعریف کیجائے

عام طور پر یہی دیکھا گیا ہے۔ کہ عورتوں کو وعظ میں بھی خیال ہوتا ہے کہ ان کے متعلق اس میں کیا کہا گیا ہے۔ جلسہ پر جو عورتیں جاتی ہیں۔ وہ یہی کہتی ہیں۔ کہ فلاں مولوی صاحب کا وعظ بہت اچھا تھا۔ اور فلاں کا اچھا نہیں تھا۔ جب دریافت کیا گیا۔ تو معلوم ہُوا۔ کہ جس وعظ میں ان کی تعریف کی گئی اس کو تو اچھا کہتی ہیں اور جس میں ان کے نقص بیان کیئے گئے۔ اور ان کو اصلاح کرنے کے لئے کہا گیا۔ اس کو ناپسند کرتی ہیں۔ حافظ روشن علی صاحب جو بڑے اچھے واعظ ہیں۔ ان کے متعلق کہا گیا۔ کہ ان کا وعظ اچھا نہیں تھا۔ جب دریافت کیا گیا۔ تو معلوم ہُوا کہ انہوں نے عورتوں کو نصیحتیں کی تھیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ عورتیں اسی وعظ کو پسند کرتی ہیں۔ جس میں ان کو اچھا کہا جائے۔ ان کی تعریف کی جائے۔ اور اگر ان کو نصیحت کی جائے۔ تو اس کو پسند نہیں کرتیں۔ حالانکہ کسی کے اچھا کہدینے سے وہ اچھی نہیں ہوجاتیں۔ جب تک خود اچھی نہ بنیں۔ اور کسی کے بُرا کہدینے سے بُری نہیں ہوجاتیں۔ اگر ان کو اچھا کہا جاتا ہے۔ اور وہ واقع میں اچھی ہیں۔ تو یہ خوشی کی بات ہے۔ اور اگر ان کی کوئی بُرائی بیان کی جاتی ہے۔ اور وہ بُرائی انہیں پائی جاتی ہے۔ تو انہیں اسکی اصلاح کرنی چاہیئے۔ اور عبرت پکڑنی چاہیئے۔ رسول کریمؐ فرماتے ہیں۔ جب

Digitized by Khilafat Library

کوئی شخص مرتا ہے۔ اور عورتیں بین کرتی ہوئی کہتی ہیں۔ اے بھائی تو ایسا بہادر تھا۔ کہ تیرے سامنے شیر بھی نہیں ٹھیر سکتا تھا۔ تو فرشتے اُسے گُرز مار کر پوچھتے ہیں۔ کیا تو ایسا ہی تھا۔ وہ کہتا ہے نہیں۔ فرشتے پوچھتے ہیں۔ پھر کیوں تیرے متعلق یہ کہا جاتا ہے۔ اسی طرح عورتیں جو اور جھوٹی تعریفیں کرکے روتی ہیں۔ ان کے متعلق پوچھا جاتا ہے۔ اور مرنے والے کو اقرار کرنا پڑتا ہے۔ کہ یہ باتیں مجھ میں نہیں پائی جاتی تھیں۔ تو جھوٹی تعریف سے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ اور نہ جھوٹی مذمت سے کوئی نقصان ہوتا ہے۔ اسلئے دیکھنا یہ چاہیئے۔ کہ جو کچھ بیان کیا جاتا ہے۔ اس میں میرے عمل کرنیکے لئے کوئی بات ہے۔ یا نہیں۔ اگر کوئی اچھی بات ہو۔ تو اس پر عمل کرنا چاہیئے۔ اور اگر کوئی بُری بات اپنے اندر نظر آئے۔ تو اسے چھوڑ دینا چاہیئے۔ یہ غرض ہوتی ہے وعظ کی +

اس نصیحت کے بعد مَیں بہت مختصر طور پر چند باتیں بیان کرتا ہوں۔ کیونکہ وقت بہت تھوڑا ہے۔ اور دس بجے کے قریب جو گاڑی یہاں سے جاتی ہے۔ اس پر مَیں جانے والا ہوں +

اِسلام کی غرض

پہلے مَیں یہ بیان کرتا ہوں۔ کہ اسلام کی غرض کیا ہے۔ اسلام کے معنی ہیں " فرمانبرداری " اور ایمان کے معنی ہیں " مان لینا "۔ جتنے مسلمان کہلانے والے مرد اور عورتیں ہیں۔ ان سے اگر پوچھا جائے۔ کہ تم کون ہو۔ تو وہ کہتی ہیں۔ اللہ کے فضل سے ہم مسلمان ہیں۔ ایماندار ہیں۔ لیکن یہ نہیں انہیں معلوم ہوتا کہ مسلمان اور ایماندار کے کیا معنی ہیں۔ وہ یہی سمجھتی ہیں۔ کہ ہمارے ماں باپ مسلمان کہلاتے ہیں۔ اسلئے ہم بھی مسلمان ہیں +

مسلمان ہونے کا ثبوت خدا تعالےٰ کے احکام پر عمل کرنے سے

حالانکہ کوئی مرد اور کوئی عورت اس وقت تک مومن اور مسلمان نہیں ہو سکتی۔ جب تک خدا تعالیٰ کے احکام کی فرمانبرداری نہ کرے۔ اور خدا تعالیٰ پر ایمان نہ لائے۔ جو عورت یہ کہتی ہے۔ کہ مَیں مسلمان ہوں۔ مگر وہ خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری نہیں کرتی۔ اور خدا کے احکام کو نہیں مانتی۔ وہ عقلمند کہلانے کی مستحق نہیں۔ بلکہ وہ پاگل اور سودائی ہے۔ دیکھو جب ایک بادشاہ کہتا ہے۔ کہ مَیں بادشاہ ہوں۔ تو لوگ اس کی بات کو تسلیم کر لیتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی بادشاہ نہ ہو۔ اور کہے کہ مَیں بادشاہ ہوں۔ تو اُسے پاگل کہا جاتا ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے۔ یہی کہ جو بادشاہ ہوتا ہے۔ اس کے پاس کئی فوجیں اور بادشاہت کا ساز و سامان ہوتا ہے۔ مگر گلیوں میں دھکے کھانے والا ننگا انسان چونکہ بادشاہت کی علامت نہیں رکھتا۔ اسلئے اسے پاگل کہا جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہُوا کہ عقلمند اور سودائی میں یہ فرق ہے۔ کہ عقلمند جو بات کہتا ہے۔ اس کا اسکے پاس ثبوت ہوتا ہے۔ لیکن سودائی

جو کچھ کہتا ہے۔ اس کے پاس اس کا کوئی ثبوت نہیں ہوتا۔ پس جو شخص یہ کہتا ہے۔ یا جو عورت یہ کہتی ہے۔ کہ میں مومن مسلمان ہوں۔ لیکن وہ خدا تعالیٰ کے احکام نہیں مانتی۔ خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری نہیں کرتی۔ اس میں اور پاگل میں کیا فرق ہے۔ کچھ نہیں۔ ایسا مرد یا ایسی عورت تو ایک پاگل کے بادشاہ ہونے سے بھی بڑا دعویٰ کرتی ہے۔ جس کا اس کے پاس کوئی ثبوت نہیں ہوتا۔ اسلئے وہ پاگل سے بھی گئی گذری ہے۔ پس دوسری نصیحت میں تم کو یہ کرنا چاہتا ہوں۔ کہ خدا تعالیٰ کے احکام پر عمل کرو۔ اسکی اطاعت کرو۔ اسکے حکموں کو مان لو۔ اگر تم ایسا کرو گی۔ تب مومن اور مسلمان کہلا سکو گی۔ ورنہ تمہارا یہ دعویٰ ایک پاگل اور سودائی کے دعویٰ سے بڑھکر حقیقت نہیں رکھیگا ۔

Digitized by Khilafat Library

خدا کا بندہ وہی ہے جو خدا کے احکام پر چلے

اب میں تمہیں اسلام کا خلاصہ بتاتا ہوں اسلام کا خلاصہ دو باتیں ہیں۔ ایک یہ کہ بندے کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ماخلقت الجن و الانس الا لیعبدون کہ میں نے جنّ اور انسان کو نہیں پیدا کیا۔ مگر اس لئے کہ میرے بندے بن جائیں۔ یعنی اپنے سچے غلام بنانے کے لئے خدا تعالیٰ نے انسانوں کو پیدا کیا ہے۔ اب اکثر لوگ کہتے ہیں۔ کہ ہم خدا کے بندے ہیں۔ مگر اصل بات یہ ہے۔ کہ بہت تھوڑے لوگ ہوتے ہیں جن میں بندگی کی علامتیں پائی جاتی ہیں۔ اگر صرف خدا کے پیدا کر دینے سے ہی انسان اسکے بندے بن جاتے۔ تو پھر خدا تعالیٰ کو یہ کہنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ کہ میں نے ان کو بندہ بنانے کے لئے پیدا کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ بندہ بننے کے کچھ اور معنی ہیں۔ اور وہ یہی کہ ایک غلام اپنے آقا کے سامنے کیا کیا کرتا ہے۔ یہی کہ ہاتھ باندھ کر اس کے احکام ماننے کے لئے کھڑا رہتا ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کا بندہ بننے کے یہ معنی ہیں۔ کہ انسان خدا تعالیٰ کا فرمانبردار رہے۔ ہر وقت اس کے احکام مانتا رہے۔ اور خدا سے اپنا تعلق اور رشتہ بڑھائے ۔

خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں سب تعلقات کو ہیچ سمجھو

سب سے اعلیٰ تعلق انسان سے خدا تعالیٰ کا ہے۔ ماں باپ کا بہت بڑا تعلق ہوتا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ کے تعلق کے مقابلہ میں وہ بھی ہیچ ہے۔ ایک ماں کا بچہ سے یہی تعلق ہوتا ہے۔ کہ وہ اسے ۹ ماہ تک اپنے پیٹ میں رکھتی ہے۔ اور جب بچہ پیدا ہوتا ہے۔ تو اسکی خبرگیری کرتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا تعلق اس سے بہت زیادہ ہے۔ خدا نے انسان کو پیدا کیا ہے۔ ماں نے پیدا نہیں کیا پھر ماں جن چیزوں کے ذریعہ بچہ کی پرورش کرتی ہے۔ وہ خدا ہی کی پیدا کی ہوئی ہوتی ہیں۔ ماں کی پیدا کردہ نہیں ہوتیں۔ کہتے ہیں ماں نے بچہ کو دودھ پلایا ہوتا ہے۔ اس لئے اس کا بڑا حق ہوتا ہے۔ مگر میں

پوچھتا ہوں۔ ماں کہاں سے دودھ پلاتی ہے۔ کیا وہ خدا کا پیدا کردہ نہیں ہوتا۔ پس اگر ماں نے بچہ کو دودھ پلایا ہے۔ تو خدا نے دودھ بنایا ہے۔ پھر ماں بچہ کو کھانا کھلاتی ہے۔ مگر ماں کا تو اتنا ہی کام تھا۔ کہ کھانا پکا کر کھلا دیتی۔ جب اس کا بچہ پر اتنا بڑا احسان ہے۔ تو خدا جس نے کھانا بنایا۔ اس کا کس قدر احسان ہوگا۔ پھر بچہ جوان ہو کر ماں باپ کی خدمت کرتا اور ان کو کھلاتا پلاتا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ کو اس قسم کی کوئی احتیاج نہیں ہوتی۔ پھر ماں باپ کا تعلق مرنے سے ختم ہو جاتا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کا تعلق مرنے کے بعد بھی جاری رہتا ہے۔ پس ماں باپ کا تو بچہ سے ایسا تعلق ہوتا ہے۔ جیسے راہ چلتے مسافر کا تعلق اس درخت سے ہوتا ہے۔ جس کے نیچے وہ تھوڑی دیر آرام کرتا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ کا تعلق ایسا ہوتا ہے۔ کہ جو کبھی ختم ہی نہیں ہوتا۔ تو خدا تعالیٰ کا انسان سے بہت بڑا اور عظیم الشان تعلق ہے۔ مگر افسوس کہ لوگ دنیا کے رشتہ داروں کا تو خیال رکھتے ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کی کوئی پروا نہیں کرتے۔ عام طور پر عورتیں جھوٹ بول لیتی ہیں۔ کہ ان کے مرد خوش ہو جائیں۔ اور یہ خیال نہیں کرتیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کا ان سے جو تعلق ہے۔ اس کو اس طرح کس قدر نقصان پہنچ جائیگا۔ اسی طرح دنیا کی محبت میں اس قدر منہمک ہو جاتی ہیں۔ کہ جب بچہ پیدا ہو جائے۔ تو بچہ کی محبت کی وجہ سے نماز میں سست ہو جاتی ہیں۔ اور اکثر تو نماز چھوڑ ہی دیتی ہیں۔ روزہ کی کوئی پروا نہیں کرتیں۔ حالانکہ انہیں خیال کرنا چاہیئے۔ کہ بچہ کی حفاظت اور پرورش تو ہم کرتی ہیں۔ لیکن خدا وہ ہے۔ جو ہماری حفاظت اور پرورش کر رہا ہے۔

برادری کی رسوم کو شریعت پر ترجیح نہ دو

پھر کئی قسم کی رسمیں اور بدعتیں ہیں۔ جن کے کرنے کے لئے عورتیں مردوں کو مجبور کرتی ہیں۔ اور کہتی ہیں۔ اگر اس طرح نہ کیا گیا۔ تو باپ دادا کی ناک کٹ جائیگی۔ گویا وہ باپ دادا کی رسموں کو چھوڑنا تو پسند نہیں کرتیں۔ کہتی ہیں۔ اگر ہم نے رسمیں نہ کیں۔ تو محلہ والے نام رکھینگے۔ لیکن اگر خدا تعالیٰ ان کا نام رکھے۔ تو اسکی انہیں کوئی پروا نہیں ہوتی۔ محلہ والوں کی انہیں بڑی فکر ہوتی ہے۔ لیکن خدا تعالےٰ انہیں کافر اور فاسق قرار دے دے۔ تو اس کا کچھ خیال نہیں ہوتا۔ کہتی ہیں۔ یہ ورتارا ہے۔ اسے ہم چھوڑ نہیں سکتیں۔ حالانکہ قائم خدا ہی کا ورتارا رہیگا۔ باقی سب کچھ یہیں رہ جائیگا۔ اور انسان اگلے جہاں چلا جائیگا۔ جہاں کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ قیامت کا دن ایسا سخت اور خطرناک ہوگا کہ ہر ایک[له] رشتہ دار رشتہ داروں کو چھوڑ کر الگ الگ اپنی فکر میں گرفتار ہوگا۔ پس عورتوں کو چاہیئے۔ کہ

له یوم یفر المرء من اخیه وامه وابیه وصاحبته وبنیه لکل امرئ منهم یومئذ شان یغنیه (عبس)

اس دن کی فکر یں۔ تو سب سے ضروری بات یہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرو۔ اور اس تعلق کو مضبوط کرو۔ جو قیامت میں تمہارے کام آئیگا۔ دنیا کے تعلق اور دنیا کی باتیں کچھ حقیقت نہیں رکھتیں۔

ہمارے پیشوا خاتم الانبیاءؐ کا اسوۂ حسنہ۔

دیکھو جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے۔ اور آکر کہا۔ کہ خدا ایک ہے۔ اور کوئی اس کا شریک نہیں ہے۔ اس وقت ان کے سارے رشتہ دار بتوں کے آگے سجدے کرتے اور ان کو خدا کا شریک سمجھتے تھے۔ اکثر عورتوں کو معلوم ہوگا۔ کہ مجاوروں کا گذارہ لوگوں کی منتوں پر ہی ہوتا ہے۔ احمدیت سے پہلے تم میں کئی عورتیں خانقاہوں وغیرہ پر جاتی ہونگی۔ یا جن کو احمدیت کی تعلیم سے ناواقفیت ہے۔ اور جو اپنے مذہب میں کمزور ہیں۔ ممکن ہے وہ اب بھی جاتی ہوں۔ انہوں نے دیکھا ہوگا۔ کہ مجاوروں کی آمدنی انہی لوگوں کے ذریعہ ہوتی ہے۔ جو وہاں جاتے ہیں۔ تو مکّہ والے بتوں کے مجاور تھے۔ انہوں نے کعبہ میں بُت رکھے ہوئے تھے۔ جن پر لوگ دُور دُور سے آکر نذریں چڑھاتے اور وہ آپس میں بانٹ لیتے تھے۔ یا لوگ بتوں کی پرستش کے لئے وہاں جمع ہوتے۔ اور وہ تجارت کے ذریعہ ان سے فائدہ اُٹھاتے تھے۔ اسلئے بتوں کو چھوڑ دینے سے وہ سمجھتے تھے۔ کہ ہم بھوکے مر جائینگے۔ رسول کریمؐ کے سارے رشتہ دار ایسے ہی تھے جن کا گذارہ بتوں پر تھا۔ مگر رسول کریمؐ جب کھڑے ہوئے۔ تو آپ نے کسی رشتہ دار کی پروانہ کی۔ اور بڑے زور کے ساتھ کہدیا۔ کہ صرف خدا ہی ایک معبود ہے۔ باقی سب معبود جھوٹے ہیں۔ یہ بات آپ کے رشتہ داروں کو بہت بُری لگی۔ اور انہوں نے تکلیفیں دینا شروع کردیں۔ ایک دن رسول کریمؐ ایک پہاڑ پر چڑھ گئے۔ اور لوگوں کو بلایا۔ جب آگئے۔ تو کہا تم جانتے ہو میں جھوٹ بولنے والا نہیں۔ انہوں نے کہا ہاں ہم جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا اگر میں کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک بڑا لشکر موجود ہے۔ جو مکّہ کو تباہ کرنا چاہتا ہے۔ تو تم مان لوگے۔ انہوں نے کہا ہاں ہم مان لینگے۔ رسول کریمؐ نے فرمایا تو میں تمہیں کہتا ہوں۔ کہ خدا کا عذاب تم پر آنے والا ہے۔ تم اس سے بچ جاؤ۔ اور شرک کرکے خدا کے عذاب کے مستوجب نہ بنو۔ یہ بات سُن کر وہ گالیاں دیتے چلے گئے اور کہنے لگے یہ تو سودائی ہوگیا ہے۔ رسول کریمؐ نے اسکی کوئی پروانہ کی۔ اور پہلے کی طرح ان کو شرک سے روکتے رہے۔ اسپر لوگ جمع ہوکر رسول کریمؐ کے چچا کے پاس گئے۔ اور جاکر کہا اپنے بھتیجے کو سمجھاؤ۔ یہ ہمارے بتوں کی مذمت کرتا ہے۔ باز آجائے۔ رسول کریمؐ کے چچا نے جب آپ کو اس کے متعلق کہا۔ تو آپ نے فرمایا میں جو کچھ کہتا ہوں۔ سچے دل اور پورے ایمان سے کہتا ہوں۔ میں یہ کہنا کس طرح چھوڑ دوں۔ رسول کریمؐ کے چچا نے لوگوں کو کہدیا۔ کہ جو بات وہ سچے دل اور پورے یقین کے ساتھ کہتا ہے۔ اسے وہ

کس طرح چھوڑ سکتا ہے۔ آخر بڑے بڑے لوگ جمع ہوئے اور انہوں نے فیصلہ کیا۔ کہ کچھ لوگ رسول اللہؐ کے پاس جائیں اور جا کر کہیں۔ کہ جو کچھ تم کہو گے ہم مان لینگے۔ لیکن تم بتوں کے خلاف کہنا چھوڑ دو۔ چنانچہ کچھ لوگ گئے۔ اور جا کر کہا ہم قوم کی طرف سے آئے ہیں۔ اور تم بہت اچھے آدمی ہو۔ ہم نہیں سمجھتے۔ تم قوم کو تباہ ہونے دو گے۔ ہم تمہارے پاس ایک پیغام لائے ہیں۔ اسکو قبول کرو۔ تاکہ تفرقہ نہ پڑے اور ہماری قوم تباہ نہ ہو۔ رسول کریمؐ نے فرمایا۔ سناؤ کیا پیغام لائے ہو۔ انہوں نے کہا ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ اگر تمہیں مال کی ضرورت ہو۔ تو ہم تمہیں مال جمع کرکے دیدیں۔ اور اگر تم کسی اعلیٰ گھرانے میں رشتہ کرنا چاہتے ہو۔ تو امیر سے امیر گھرانہ کی اچھی سے اچھی عورت سے کرا دیتے ہیں۔ اور اگر یہ چاہتے ہو۔ کہ لوگ تمہاری باتیں مانیں۔ تو ہم لکھ دیتے ہیں۔ کہ جس طرح سے تم کہو گے اسی طرح ہم کرینگے۔ اگر تم بادشاہ بننا چاہتے ہو۔ تو ہم تمہیں اپنا بادشاہ تسلیم کرنے کے لئے تیار ہیں۔ مگر تم یہ نہ کہو کہ ایک ہی خدا ہے۔ اور کوئی معبود نہیں ہے۔ اس کا جواب رسول کریمؐ نے کیا دیا۔ یہ کہ اگر تم سورج کو میرے دائیں اور چاند کو میرے بائیں لا کر بھی رکھدو۔ تو پھر بھی میں تمہاری یہ بات نہ مانونگا ؂

Digitized by Khilafat Library

اس سے ظاہر ہے۔ کہ رسول کریمؐ نے تمام کے تمام رشتہ داروں کی مخالفتوں کی کوئی پرواہ نہ کی۔ اور جو کام کرنے کیلئے آئے تھے۔ وہ کرتے چلے گئے۔ آخر خدا تعالیٰ نے ہزاروں انسان آپکے ساتھ کر دیئے۔ تو خدا تعالیٰ کی اطاعت کرنے والے اور خدا کی باتیں ماننے والے کسی کی پرواہ نہیں کیا کرتے ؂

رسموں کو چھوڑ دو

مگر عورتیں کہتی ہیں۔ اگر ہم نے فلاں رسم نہ کی۔ تو محلہ والے کیا کہیں گے۔ اب تو رسمیں کم ہوتی جاتی ہیں۔ تاہم ہندوؤں کی رسمیں جو مسلمانوں میں آگئی ہیں۔ ان کے متعلق ذرا سوچنا چاہیئے۔ کہ ان کا کیا فائدہ ہے۔ عقلمند انسان وہی کام کرتا ہے جسمیں کوئی فائدہ ہو۔ مگر آج کل بیاہ شادیوں میں جو رسمیں کی جاتی ہیں۔ ان کا کیا فائدہ ہوتا ہے کچھ بھی نہیں۔ صرف اسلئے کی جاتی ہیں۔ کہ ہمارے باپ دادا کی رسمیں ہیں۔ مگر جن لوگوں میں ایمان داخل ہو جاتا ہے۔ اور دین پر عمل کرتے ہیں۔ وہ ہرگز اس بات کی پرواہ نہیں کرتے۔ کہ ان کے باپ دادا کیا کیا کرتے تھے مگر محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھکر کسی کے باپ دادا کی کیا حیثیت ہو سکتی ہے۔ آپنے کفر سے نکال کر ایمان جیسی نعمت عطا کی۔ اسلئے آپ سے بڑھکر کسی کی کیا وقعت ہو سکتی ہے۔ لیکن افسوس کہ لوگ آپ کو چھوڑ کر باپ دادا کی فضول رسموں کے پیچھے پڑے رہتے ہیں۔ اور چونکہ یہ باتیں زیادہ تر عورتوں میں پائی جاتی ہیں۔ اس لئے ان کی حالت بہت ہی افسوس کے قابل ہے ؂

ایک صحابی عورت کا نمونہ

مَیں مثال کے طور پر بتاتا ہوں۔ کہ وہ عورتیں جو سچے دل سے رسول کریمؐ پر

ایمان رکھتی تھیں۔ ان کی کیا حالت تھی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب دشمنوں کی تکلیفیں پہنچانے پر مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آ گئے۔ تو مکہ والوں نے وہاں بھی آپ کا پیچھا نہ چھوڑا۔ اور وہاں بھی لڑائی کرنیکے لئے آ گئے۔ مدینہ سے چار میل کے فاصلہ پر ایک جگہ تھی۔ جہاں لڑائی شروع ہوئی۔ اگرچہ کافر بہت زیادہ تھے۔ اور ان کے مقابلہ میں مسلمان بہت تھوڑے تھے۔ لیکن مسلمانوں کو فتح ہوئی۔ جب فتح ہو گئی۔ تو چند لوگ جن کو رسول کریمؐ نے ایک جگہ کھڑے رہنے کا حکم دیا تھا۔ اور فرمایا تھا خواہ کچھ ہو۔ تم اس جگہ سے نہ ہلنا۔ انہوں نے کہا۔ کہ ہمیں لڑائی کے لئے یہاں کھڑا کیا گیا تھا۔ جب ہماری فتح ہو گئی ہے۔ تو پھر ہمیں یہاں کھڑے رہنے کی ضرورت نہیں۔ ان کے سردار نے کہا۔ خواہ کچھ ہو چونکہ ہمیں کھڑے رہنے کا حکم ہے۔ اسلئے یہاں سے نہیں جانا چاہیئے۔ لیکن دوسروں نے کہا ہمارا کھڑا ہونا لڑائی کے لئے تھا۔ اب جبکہ دشمن بھاگ گیا۔ تو پھر کھڑے رہنے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ کہکر جب وہ وہاں سے ہٹ گئے۔ تو کافروں نے جو بھاگے جا رہے تھے۔ دوبارہ یک لخت حملہ کر دیا۔ اور ایسے زور سے حملہ کیا۔ کہ مسلمانوں میں جو دشمن کی طرف سے مطمئن ہو چکے تھے۔ ابتری پھیل گئی۔ اسوقت رسول کریمؐ زخمی ہو گئے۔ اور آپکے دو دانت شہید ہو گئے۔ اور مشہور یہ ہو گیا۔ کہ رسول کریمؐ شہید ہو گئے ہیں۔ یہ سن کر مسلمانوں کو بہت صدمہ ہوا حتیٰ کہ فرط غم کی وجہ سے حضرت عمرؓ جیسے بہادر انسان سر نیچے کر کے بیٹھ گئے۔ ایک صحابی ان کے پاس سے گذرے۔ اور پوچھا کیا ہوا۔ انہوں نے کہا رسول کریمؐ شہید ہو گئے۔ یہ سن کر اس صحابی نے کہا۔ اگر رسول کریمؐ شہید ہو گئے ہیں۔ تو یہاں بیٹھنے کا کیا فائدہ۔ چلو جہاں رسول کریمؐ گئے ہیں وہیں ہم بھی جائیں۔ یہ کہکر وہ دشمن پر حملہ آور ہوا اور اس قدر سختی سے لڑا۔ کہ جب اسکی لاش دیکھی گئی۔ تو معلوم ہوا کہ اس پر ستر زخم لگے ہوئے ہیں۔ لیکن رسول کریمؐ محفوظ تھے۔ اور کیوں محفوظ نہ ہوتے۔ جبکہ خدا تعالیٰ کا آپسے وعدہ تھا۔ کہ کوئی تمہیں مار نہیں سکتا۔ آخر رسول کریمؐ اٹھے اور مدینہ کی طرف واپس روانہ ہوئے۔ جو صحابی آپ کے ساتھ تھے۔ انہیں تو آپکے زندہ ہونے کا علم ہو گیا۔ لیکن مدینہ میں پہلی خبر پہنچ چکی تھی۔ اسلئے مدینہ کے بچے اور عورتیں دیوانہ وار باہر نکلے۔ اسوقت جبکہ لشکر واپس آ رہا تھا ایک صحابی آگے آگے تھا۔ اس سے ایک عورت نے بے تحاشا آگے بڑھ کر پوچھا۔ رسول اللہ کا کیا حال ہے۔ اس کے دل میں چونکہ رسول کریمؐ کے متعلق اطمینان اور تسلی تھی۔ اسلئے اس نے اس بات کو معمولی سمجھکر کہا۔ تمہارا باپ مارا گیا ہے۔ عورت نے کہا۔ میں نے تم سے یہ پوچھا ہے۔ کہ رسول اللہ کا کیا حال ہے۔ اس نے کہا تمہارا بھائی بھی مارا گیا ہے۔ عورت نے کہا میں یہ پوچھتی ہوں رسول اللہؐ کا کیا حال ہے۔ اس نے کہا تیرا خاوند بھی مارا گیا ہے۔ عورت نے کہا میری بات کا تم کیوں جواب نہیں دیتے میں پوچھتی ہوں رسول اللہؐ کا کیا حال ہے۔ اس نے کہا رسول اللہ زندہ ہیں۔ یہ سن کر عورت نے کہا شکر ہے خدا کا اگر

رسول اللہ صلعم زندہ ہیں۔ تو ہمیں اور کسی کی پروا نہیں۔

ایماندار ہو تو رسول کریم صلعم کو مقدم رکھو

اس بات کو سامنے رکھ کر تم اپنی حالت کو دیکھو۔ اگر پیدا ہوتے ہی بچہ مر جائے۔ تو اس پر بین شروع کر دیئے جاتے ہیں۔ حالانکہ وہ جانتی ہیں۔ کہ جہاں بچہ گیا ہے۔ وہیں انکو بھی جانا ہے۔ اگر کچھ فرق ہے۔ تو یہ کہ وہ پہلے چلا گیا ہے۔ اور یہ کچھ عرصہ بعد جائینگی تاہم عجیب عجیب بین کرتی۔ روتی چلاتی اور شور مچاتی ہیں۔ یہ تو آج کل کی مسلمان کہلانے والی عورتوں کی حالت ہے۔ اور ایک وہ مسلمان عورت تھی۔ جس کا باپ۔ بھائی اور خاوند مارا جاتا ہے۔ مگر وہ کہتی ہیں رسول اللہ زندہ ہیں۔ تو مجھے کچھ غم نہیں۔ یہ وہ ایمان ہے۔ جو مسلمان کی علامت ہے۔ پس اگر تم ایماندار ہو اور تمہیں مسلمان ہونے کا دعویٰ ہے۔ تو خدا تعالیٰ کے احکام کے مقابلہ میں کسی بات کی پروا نہ کرو۔ اور اسکے حکموں پر عمل کرکے دکھاؤ۔ اس بات کی ہرگز پروا نہ کرو۔ کہ لوگ تمہیں کیا کہینگے۔ بلکہ اس بات کی پروا کرو۔ کہ خدا تمہیں کیا کہتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library

قبر پرستی سے بچو

عورتوں میں بہت سی باتیں ایسی پائی جاتی ہیں۔ جو شرک ہیں۔ قبروں پر چڑھاوے چڑھائے جاتے۔ چراغ جلائے جاتے۔ منتیں مانی جاتی ہیں۔ یہ سب شرک ہے۔ خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں کسی کو کھڑا کرنا شرک ہے۔ جو بہت ہی بڑا گناہ ہے۔ اور اس سے خدا تعالیٰ کا غضب بھڑک اٹھتا ہے۔ دیکھو اگر کوئی اپنے باپ کے سامنے ایک چوہڑے کو اپنا باپ کہے۔ تو اسکے باپ کو کس قدر غصہ آئیگا۔ اور وہ کس قدر ناراض ہوگا۔ اسی طرح ایک ادنیٰ مخلوق کو جو خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں کیڑے کی حیثیت بھی نہیں رکھتی اپنا حاجت روا سمجھنا خدا تعالیٰ کی بہت بڑی ناراضگی کا موجب ہے۔ ایک قبر میں دفن شدہ مردہ جس کی ہڈیاں بھی گل گئی ہوں۔ اور جس کے جسم کو کیڑے کھا گئے ہوں۔ اسکو جا کر کہنا کہ تو میری مراد پوری کر۔ کتنی بڑی پاگلانہ بات ہے۔ خدا تعالیٰ جب زندہ ہے اور مانگنے والوں کو دیتا ہے۔ تو جو کچھ مانگنا ہو۔ اس سے مانگنا چاہیئے۔ جو مٹی میں دفن ہو چکا ہو اسکے متعلق کیا معلوم ہے۔ کہ نیک تھا۔ یا کیسا تھا۔ اگر وہ نیک تھا۔ تو ان پر لعنتیں بھیجتا ہوگا۔ جو اس سے مرادیں مانگتی ہیں۔ اور اگر برا ہوگا۔ تو خود جہنم میں پڑا ہوگا۔ دوسروں کو کیا دے سکیگا۔

ٹونے ٹوٹکے ترک کرو

اسی طرح عورتیں ٹونے ٹوٹکے کرتی ہیں۔ اگر کوئی بیمار ہوتا ہے۔ تو کچا تاگا باندھتی ہیں۔ کہ صحت ہو جائے۔ حالانکہ جس کو ایک چھوٹا بچہ بھی توڑ کر پھینک سکتا ہے۔ وہ کیا کر سکتا ہے۔ اسی طرح عورتوں میں اور کئی قسم کی بدعتیں اور برے خیالات پائے جاتے ہیں۔ جن کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ اور جن سے سوائے اس کے کہ ان کی جہالت اور

نادانی ثابت ہو۔ اور کچھ نہیں ہوتا۔ پس خوب [illegible] اور رکھو۔ کہ ٹونے ٹوٹکے۔ تعویذ۔ گنڈے۔ منتر جنتر سب فریب اور دھوکے ہیں۔ جو پیسے کمانے [illegible] نے بنائے۔۔۔ ہوئے ہیں۔ یہ سب لغو اور جھوٹی باتیں ہیں۔ ان کو ترک کردو۔ ایسا کرنے والوں سے خدا تعالیٰ سخت ناراض ہوتا ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتیں۔ کہ مسلمان دن بدن تباہ و برباد ہوتے جارہے ہیں۔ تم عام طور پر اپنے گھروں میں اپنے رشتہ داروں میں دیکھو۔ اور مسلمانوں کی حالت پر غور کرو۔ تو تمہیں معلوم ہوجائیگا۔ کہ مسلمان ہندوؤں کے مقروض ہوتے ہیں۔ اسکی وجہ کیا ہے یہی کہ خدا کی لعنت ان پر پڑی ہوئی ہے۔ چونکہ انہوں نے خدا تعالیٰ کو چھوڑ دیا ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے بھی ان کو چھوڑ دیا ہے۔ تم ان بیہودہ رسموں اور لغو چیزوں کو قطعاً چھوڑ دو۔ اور اپنے گھروں سے نکال دو۔ مسلمان اور مومن کے لئے صرف یہی جائز ہے۔ کہ ایک خدا کی پرستش کرے۔ اور اسی کے آگے سجدہ کرے۔ جب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے بھی سجدہ کرنے کی خدا تعالیٰ نے اجازت نہیں دی۔ تو اور کون ہے۔ جس کو سجدہ کیا جاسکے۔ پھر اس زمانہ کے مصلح حضرت مسیح موعودؑ ہوئے ہیں۔ ان کے آگے بھی سجدہ کرنے کی اجازت نہیں۔ نہ ان کی قبر پر منتیں ماننے اور نذریں چڑھانے کی اجازت ہے۔ پس تم اس قسم کی باتوں کو اپنے گھروں سے نکال دو۔ اور اگر نکال دیا ہے۔ تو دوسری عورتوں کو سمجھاؤ کہ وہ بھی اسی طرح کریں ؎

Digitized by Khilafat Library

قرآن کریم کا ترجمہ پڑھو اس پر عمل کرو

پھر یہ یاد رکھو۔ کہ قرآن کریم خدا تعالیٰ کی کتاب اور اس کے منہ کی باتیں ہیں۔ اس کا ادب اور احترام کرو۔ قرآن کریم کے بغیر کوئی دین نہیں۔ اور اس دین کے بغیر کہیں ایمان نہیں۔ اور ایمان کے بغیر نجات نہیں۔ وہ شخص ہرگز نجات نہیں پاسکتا۔ جو قرآن پر عمل نہ کرے۔ عام طور پر عورتیں خود پڑھی ہوئی نہیں ہیں۔ مگر خود پڑھا ہوا ہونا ہی ضروری نہیں۔ دیکھو اگر کسی رشتہ دار کا خط آئے۔ تو پڑھے ہوئے سے پڑھوا کر سنا جاتا ہے اسی طرح قرآن بھی خط ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بندوں کے نام آیا ہے۔ اس کو اپنے رشتہ داروں سے پڑھوا کر سنو۔ بعد خاصکر اپنے خاوندوں سے تھوڑا تھوڑا کرکے سنو اور اسے یاد کرو۔ وعظ میں قرآن کی آیتیں نہیں سنائی جاتیں۔ اس وقت میں جو کچھ بیان کررہا ہوں۔ وہ اگرچہ قرآن ہی کی باتیں ہیں۔ لیکن الفاظ میرے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے لفظوں میں جو بات ہے۔ وہ کسی انسان کے الفاظ میں نہیں پائی جاتی۔ میں یہ نہیں کہتا کہ یہ وعظوں میں جو کچھ سنایا جاتا ہے۔ وہ خدا کے کلام کے خلاف ہوتا ہے۔ مگر پھر بھی وہ انسان کے الفاظ ہوتے

ہیں۔ تمہیں چاہیئے کہ خدا کے کلام کو خدا کے الفاظ میں سنو۔ عربی پڑھو۔ اور اس کے معنی سیکھو خواہ کوئی عمر ہو۔ پڑھنے سے جی نہ چراؤ۔ قادیان میں ایک قاعدہ تیار کیا گیا ہے۔ اس سے قرآن پڑھنے میں بہت مدد مل سکتی ہے۔ اس کے ذریعہ قرآن کریم پڑھو۔ خود پڑھنے اور دوسرے سے سننے میں بڑا فرق ہے۔ سننے میں صرف کان ہی مشغول ہوتے ہیں۔ لیکن خود پڑھنے سے آنکھیں بھی مشغول رہتی ہیں۔ اور اس طرح زیادہ ثواب ہوتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ کے کلام کو خود پڑھنے کی کوشش کرو۔ اور جب تک خود پڑھنے کی قابلیت پیدا نہ ہو۔ اس وقت تک اپنے خاوندوں۔ اور بچوں سے سنو۔ یا اپنے ہمسائیوں سے پڑھو۔ دیکھو اگر کوئی بھوکا یا ننگا ہو۔ تو دوسروں سے کھانا اور کپڑا مانگ لیتا ہے۔ اور اس میں شرم نہیں کرتا۔ جب ایسی چیزوں کے لئے شرم نہیں کی جاتی۔ تو خدا کی باتیں سننے اور پڑھنے میں کیوں شرم کی جائے ؂

خدا کے بعد رسول کریمؐ سے بڑھکر کسی کو درجہ نہ دو

پھر میں تمہیں یہ نصیحت کرتا ہوں۔ کہ خدا تعالیٰ کے رسولوں پر ایمان رکھو۔ سب سے بڑے رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ ان سے بڑا درجہ کسی رسول کو نہ دو۔ ہمارے ملک میں مسلمانوں نے اپنی جہالت سے حضرت عیسیٰؑ کو بڑا درجہ دے رکھا ہے۔ کہتے ہیں حضرت عیسیٰؑ تو آج تک زندہ ہیں۔ اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فوت ہو گئے ہیں۔ پھر کہتے ہیں حضرت عیسیٰؑ مردے زندہ کیا کرتے تھے۔ مگر رسول کریمؐ نے کوئی مردہ زندہ نہیں کیا۔ پھر ان کے نزدیک حضرت عیسیٰ تو آسمان پر زندہ بیٹھے ہیں۔ لیکن رسول کریمؐ زمین میں دفن ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ کے متعلق اس قسم کی جتنی باتیں کہتے ہیں۔ وہ سب غلط ہیں۔ کیونکہ سب سے بڑا رسول محمد صلعم ہیں۔ اگر آسمان پر کوئی رسول زندہ ہوتا۔ تو آپ ہوتے۔ اگر کوئی رسول مردوں کو زندہ کرتا۔ تو وہ آپ ہوتے۔ لیکن مسلمان نادانی سے اس قسم کی باتیں حضرت عیسیٰؑ کی طرف منسوب کر کے ان کا درجہ رسول کریمؐ کے درجہ سے بڑھاتے ہیں۔ تم ہرگز اس طرح نہ کرو۔ بلکہ سب سے بڑا درجہ رسول کریمؐ کا سمجھو۔ ان کے تم پر بہت بڑے احسان ہیں۔ اسلئے ان پر ایمان لاؤ۔ اور انکے مقابلہ میں کسی کو کسی بات میں فضیلت نہ دو۔ ان پر درود بھیجو۔ درود دعا ہوتی ہے جس کا یہ مطلب ہوتا ہے۔ کہ اے خدا رسول کریمؐ نے ہم پر جسقدر احسان کئے ہیں۔ ان کا بدلہ ہم کچھ نہیں دے سکتے۔ آپ ہی ان کو بدلہ دیں ؂

بعث بعد الموت پر ایمان رکھو

پھر ایک بات میں تم کو یہ بتاتا ہوں۔ کہ تمہیں عقیدہ رکھنا چاہیئے کہ مرنے کے بعد پھر زندہ ہونا ہے۔ جو لوگ یہ عقیدہ نہیں

رکھتے۔ وہ بڑے بڑے گناہوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ مثلاً یہی کسی کے مرنے پر رونا پیٹنا ہے۔ اسکی وجہ کیا ہوتی ہے۔ یہی کہ ان کو یقین نہیں ہوتا۔ کہ مرنے کے بعد ہم پھر مل سکیں گے۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر ایمان لاؤ۔ خدا تعالیٰ نے اس پر ایمان لانا نہایت ضروری قرار دیا ہے۔

Digitized by Khilafat Library

[illegible]

پھر یہ بات یاد رکھو۔ کہ اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے حضرت مرزا صاحبؑ کو نبی بنا کر دنیا کی اصلاح کے لئے بھیجا ہے۔ لیکن آپ کوئی علیحدہ نبی نہیں ہیں۔ بلکہ رسول کریمؐ کے غلام ہیں۔ ہم سے ان کا تعلق نبی کا ہے۔ لیکن رسول کریمؐ سے وہی تعلق ہے۔ جو ایک غلام کو اپنے آقا سے ہوتا ہے۔ انپر ایمان لانا ضروری ہے۔ ان کے بھی ہم پر بڑے بڑے احسان ہیں۔ اس زمانہ میں بھی دنیا اسی طرح گمراہ اور دین سے غافل ہو گئی تھی۔ جس طرح رسول کریمؐ کے وقت ہو گئی تھی۔ اور انہوں نے آکر دین سکھایا اور خدا تعالیٰ تک پہنچنے کا سیدھا راستہ دکھایا ہے۔ یہ تو وہ باتیں ہیں۔ جو عقائد سے تعلق رکھتی ہیں۔ اب میں اعمال کے متعلق بتاتا ہوں۔

نماز کی پابند رہو

اوّل نماز ہے۔ اس کی پابندی نہایت ضروری ہے۔ عام طور پر عورتوں کی یہ حالت ہوتی ہے۔ کہ چھوٹی عمر میں کہتی ہیں۔ ابھی بچپن ہے۔ جوان ہو کر نماز پڑھینگی۔ جب جوان ہوتی ہیں۔ تو بچوں کے عذر کر دیتی ہیں۔ اور جب بوڑھی ہو جاتی ہیں۔ تو کہتی ہیں اب تو چلا نہیں جاتا۔ نماز کیا پڑھیں۔ گویا ان کی ساری عمر یونہی گذر جاتی ہے۔ تو اکثر عورتیں نماز پڑھنے میں بہت سست ہوتی ہیں۔ اور اگر پڑھتی ہیں۔ تو چند دن پڑھ کے پھر چھوڑ دیتی ہیں۔ یا اگر پڑھتی ہیں۔ تو اس طرح پڑھتی ہیں۔ کہ انہیں کچھ معلوم نہیں ہوتا کیا پڑھتی ہیں۔ جلدی جلدی رکوع اور سجدہ کر کے فارغ ہو بیٹھتی ہیں۔ اس طرح کی نماز کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ فرمایا کرتے تھے۔ کہ ان کی نماز اس طرح ہوتی ہے۔ جس طرح مرغ دانے چگتا ہے۔ آخر سوچنا چاہیئے۔ نماز کوئی ورزش نہیں ہے۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی عبادت ہے۔ اس لئے اسے سمجھ کر اور اچھی طرح جی لگا کر پڑھنا چاہیئے۔ اور کوئی نماز سوائے ان ایام کے جن میں نہ پڑھنے کی اجازت دی گئی ہے۔ نہیں چھوڑنی چاہیئے۔ کیونکہ نماز ایسی ضروری چیز ہے۔ کہ اگر سال میں ایک دفعہ بھی جان بوجھ کر نہ پڑھی جائے۔ تو انسان مسلمان نہیں رہتا۔ پس جب تک ہر ایک مسلمان مرد و عورت پانچوں وقت بلا ناغہ نمازیں نہیں پڑھتی۔ وہ مسلمان نہیں ہو سکتی۔ ہاں اگر کسو آج تک ہم سے کئی نمازیں نہیں پڑھیں۔ ان کے متعلق کیا کیا جائے۔ تو اس کے متعلق یاد رکھنا چاہیئے

کہ خدا تعالیٰ نے توبہ رکھی ہے۔ اگر آج سے پہلے تم نے جان بوجھ کر نمازیں چھوڑی ہیں۔ تو توبہ کرلو۔ اور عہد کرو۔ کہ آئندہ کوئی نماز نہ چھوڑینگی۔ مینہ برستا ہو یا آندھی ہو۔ کپڑے پاک ہوں یا ناپاک۔ کوئی ضروری سے ضروری کام ہو یا فرصت۔ کچھ ہو کسی صورت میں نماز نہ چھوڑنی چاہیئے۔ اوّل تو ضروری ہے۔ کہ کپڑے پاک و صاف ہوں۔ لیکن اگر ایسی صورت ہو۔ کہ پاک کپڑے تیار نہ ہوں۔ یا پہنے ہوئے کپڑے اُتارنے سے بیمار ہو جانے کا خوف ہو۔ تو خواہ کپڑے بچے کے پیشاب میں تر ہوں۔ تو بھی ان کے ساتھ نماز پڑھ لینا جائز ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ بچہ کو خود کپڑوں پر پیشاب کرا کے اسی طرح نماز پڑھ لینی چاہیئے۔ بلکہ یہ ہے۔ کہ اگر پاک کپڑے مہیا ہونے کی صورت نہ ہو۔ تو انہی کے ساتھ پڑھ لی جائے۔ ورنہ اچھی بات یہی ہے۔ کہ کپڑوں کو صاف کر لینا چاہیئے۔ بچہ کا پیشاب ہوتا ہی کتنا ہے۔ بچہ جب تک صرف دودھ پیتا ہے۔ روٹی نہیں کھاتا۔ اس وقت تک شریعت نے یہ رکھا ہے۔ کہ اس کے اوپر سے پانی بہا کر نچوڑ دینے سے کپڑا پاک ہو جاتا ہے۔ تو خواہ کچھ ہو نماز ضرور پڑھنی چاہیئے۔ کیونکہ نماز کسی صورت میں معاف نہیں ہو سکتی۔ یہ ایمان کا ستون ہے۔ جس طرح چھت بغیر ستون کے قائم نہیں رہتی۔ اسی طرح نماز کے بغیر ایمان قائم نہیں رہتا ؎

زکوٰۃ دیتی رہو

نماز کے بعد دوسرا حکم زکوٰۃ کا ہے۔ جس کا یہ مطلب ہے۔ کہ جس مال پر ایک سال گذر جائے۔ اس میں سے غریبوں اور مسکینوں کی امداد کے لئے چالیسواں حصہ نکالا جائے۔ اگر اسلامی حکومت ہو۔ تو اس کو وہ حصہ دیدیا جائے۔ اگر نہ ہو۔ تو جو انتظام ہو۔ اس کو دیا جائے۔ ہم احمدیوں کا ایک باقاعدہ انتظام ہے۔ اس لئے احمدی عورتوں کو چاہیئے کہ منتظمین کو زکوٰۃ کا مال دیدیا کریں۔ زیوروں کے متعلق یہ حکم ہے۔ کہ اگر پہنے جاتے ہوں۔ تو ان کی زکوٰۃ نہ دی جائے۔ اور اگر ان کی بھی دی جائے۔ تو اچھی بات ہے۔ ہاں اگر ایسے زیور ہوں۔ جو عام طور نہ پہنے جاتے ہوں۔ کبھی بیاہ شادی کے موقع پر پہن لئے جاتے ہوں۔ ان کی زکوٰۃ دینا ضروری ہے۔ اور جو عام طور پر پہنے جاتے ہوں۔ ان کی زکوٰۃ دی جائے تو جائز ہے۔ اور نہ دی جائے۔ تو گناہ نہیں۔ ان کا گھسنا ہی زکوٰۃ ہے۔ ہمارے ملک میں عورتوں کو زیور بنوانے کی عادت ہے۔ اس لئے قریباً سب عورتوں پر زکوٰۃ فرض ہوتی ہے۔ وہ اس کا خیال نہیں رکھتیں۔ حالانکہ یہ اتنا ضروری حکم ہے۔ کہ رسول کریمؐ کی وفات کے بعد جب کچھ لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا۔ تو حضرت ابوبکرؓ نے کہا۔ جب تک زکوٰۃ کی اونٹ کے باندھنے کی رسی تک نہ دینگے۔ میں ان سے جنگ کرونگا۔ اور یہ متفقہ فیصلہ ہے۔ کہ جو زکوٰۃ نہ دے۔ وہ

مسلمان نہیں۔ تم اپنی حالت پر غور کرو۔ کہ تم میں سے بہت سی تو نماز نہ پڑھنے کی وجہ سے مسلمان نہیں رہتیں۔ اور جو اس سے بچ جاتی ہیں۔ ان میں سے اکثر زکوٰۃ نہ دینے کی بھی وجہ سے مسلمان نہیں کہلا سکتیں *

Digitized by Khilafat Library

روزے رکھو

تیسرا حکم روزے کا ہے۔ اس کے متعلق حکم ہے۔ کہ جب رمضان کا مہینہ آئے۔ تو سوائے ان دنوں کے جن میں خدا تعالیٰ نے عورتوں کو روزہ رکھنے سے منع کیا ہے۔ باقی دنوں میں روزے رکھنے چاہئیں۔ اسکے متعلق مجھے زیادہ زور دینے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ عام طور پر دیکھا جاتا ہے۔ کہ لوگ نمازیں تو نہیں پڑھتے۔ لیکن روزے بڑی پابندی کے ساتھ رکھتے ہیں۔ گو خدا تعالیٰ کے لئے نہیں۔ بلکہ تماشہ کے طور پر کہ رات کو اٹھتے ہیں۔ اور روزے کا خاص اہتمام کرتے ہیں *

حج خانہ کعبہ

چوتھا حکم یہ ہے۔ کہ اگر خدا تعالیٰ کسی کو توفیق دے تو حج کرے۔ اس کے لئے کئی شرطیں ہیں۔ مثلاً مال ہو رستہ میں امن ہو۔ اور اگر عورت ہو۔ تو اس کے ساتھ اس کا خاوند یا بیٹا یا بھتیجہ یا ایسا ہی کوئی اور رشتہ دار محرم جانے والا ہو *

صدقہ و خیرات

یہ تو وہ باتیں ہیں۔ جو ہر ایک مومن مرد اور عورت پر فرض ہیں۔ ان کے علاوہ صدقہ اور خیرات ہے۔ یہ اگرچہ فرض نہیں۔ لیکن دینا ضروری ہے۔ اپنے خاندان میں اپنے محلہ میں جو غریب اور محتاج ہو۔ اس کو دینا چاہیئے۔ ہم احمدیوں میں صدقہ کا رواج بہت کم ہو گیا ہے جسکی ایک وجہ ہے۔ اور وہ یہ کہ احمدی جو چندہ دیتے ہیں۔ اسی کو صدقہ سمجھ لیتے ہیں۔ حالانکہ دین کیلئے چندہ دینا اور بات ہے۔ اور صدقہ دینا اور بات۔ صدقہ و خیرات وہاں کے غریب اور محتاج لوگوں کا حق ہوتا ہے۔ جہاں انسان رہے۔ اس میں مذہب کی شرط نہیں۔ خواہ کسی مذہب کا انسان ہو۔ اگر محتاج ہو۔ تو اسکی مدد کرنی چاہیئے۔ مثلاً اگر تمہیں کوئی ہندو غریب عورت ملے۔ تو تمہیں یہ نہیں کہنا چاہیئے۔ کہ چونکہ یہ ہندو ہے۔ اسلئے اسے کچھ نہیں دینا چاہیئے بلکہ اس کو بھی ضرور دینا چاہیئے۔ یہ تو خدا تعالیٰ کے حکم ہیں۔ ان کے علاوہ وہ حکم ہیں۔

اخلاق حسنہ سیکھو

جو بندوں کو بندوں کے متعلق ہیں۔ مثلاً یہ کہ ایک دوسرے کے ساتھ خوش خلقی سے پیش آؤ کسی کی غیبت نہ کرو۔ چغلی نہ کرو۔ کسی کے مال میں خیانت نہ کرو۔ کسی سے بغض اور کینہ نہ رکھو۔ عورتوں میں چغلی اور غیبت کی مرض بہت پائی جاتی ہے۔ اگر کسی کے متعلق کوئی بات سن لیں۔ تو جب تک دوسری کے سامنے

بیان کر لیں انہیں چین نہیں آتا۔ جو بات سُنتی ہیں۔ جھٹ دوسری جگہ بیان کر دیتی ہیں۔ حالانکہ چاہیئے یہ کہ اگر کوئی کسی بھائی بہن کا نقص اور عیب بیان کرے۔ تو اسے منع کر دیا جائے۔ لیکن ایسا نہیں کیا جاتا۔ تو چُغلی کرنا بہت بڑا عیب ہے۔ اور اتنا بڑا عیب ہے۔ کہ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بعض لوگ اسی کی وجہ سے جہنم میں ڈالے جائینگے۔ ایک دفعہ رسول کریم کہیں جا رہے تھے۔ کہ راستہ میں دو قبریں آئیں۔ آپ وہاں ٹھہر گئے۔ اور فرمایا خدا نے مجھے بتایا ہے۔ کہ ان قبروں کے مُردے ایسے چھوٹے چھوٹے گناہوں کی وجہ سے جہنم میں پڑے ہوئے ہیں۔ کہ جن سے بآسانی بچ سکتے تھے۔ لیکن بچے نہیں۔ ان میں سے ایک تو پیشاب کے چھینٹوں سے اپنے آپکو نہیں بچاتا تھا۔ اور دوسرا چغلی کرتا تھا۔ تو چغلی بہت بڑا عیب ہے۔ اس میں ہرگز مبتلا نہیں ہونا چاہیئے۔ اگر تمہارے سامنے کوئی کسی کے متعلق بُرا کلمہ کہے۔ تو اسے روک دو۔ اور کہدو ہمیں نہ سناؤ۔ بلکہ جس کا عیب ہے اسے جا کر سناؤ۔ پھر اگر کوئی بات سن لو۔ تو جسکے متعلق ہو۔ اس کو جا کر نہ سناؤ۔ تاکہ فساد نہ ہو۔

Digitized by Khilafat Library

اسی طرح کسی کی غیبت بھی نہیں کرنی چاہیئے۔ کیا اپنے نقص کم ہوتے ہیں۔ کہ دوسروں کے نقص بیان کرنے شروع کر دیئے جاتے ہیں۔ تمہیں چاہیئے۔ کہ دوسروں کے عیب نکالنے کی بجائے اپنے عیب نکالو۔ تاکہ تمہیں کچھ فائدہ بھی ہو۔ دوسروں کے عیب نکالنے سے سوائے گناہ کے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

اپنی اصلاح کی فکر کرو

پس اگر عیب ہی نکالنے ہیں۔ تو اپنے عیب نکالو۔ تاکہ ان کے دور کرنے کی کوشش کر سکو۔ تم اپنے متعلق دیکھو۔ کہ تم میں چڑچڑا پن تو نہیں پایا جاتا۔ تم خواہ مخواہ دوسری عورتوں سے لڑائی فساد تو نہیں کرتیں۔ تمہارے اخلاق میں تو کوئی کمزوری نہیں۔ اور جب تمہیں اپنی کوئی کمزوری معلوم ہو جائے۔ تو اسکو دور کرنیکی کوشش کرو۔ تم اپنی مجلسوں میں ہی دیکھ لو۔ ذرا ذرا سی بات پر عورتیں ایک دوسری سے اس طرح لڑتی ہیں۔ کہ گویا انسان نہیں حیوان ایک جگہ جمع کیئے ہوئے ہیں۔ پس اپنے اخلاق اور عادات درست کرو۔ جس مجلس میں جاؤ ادب اور تہذیب سے بیٹھو۔ ایک دوسری کے ساتھ محبت اور اُلفت سے ملو۔ نرمی اور پیار سے بات کرو۔ اگر کوئی سختی بھی کر بیٹھے۔ تو صبر اور تحمل سے کام لو۔ اور خوش اخلاقی سے پیش آؤ۔

خاتمۂ تقریر

یہ اسلام کی تعلیم ہے۔ جو مختصر طور پر اس وقت میں نے تمہارے سامنے بیان کی ہے۔ اس پر عمل کرو۔ تا مسلمان بنو۔ جو اس پر عمل نہ کرے۔ اسکو کوئی حق نہیں ہے۔ کہ اپنے آپ کو مسلمان سمجھے +

بیوی سے حسن معاشرت کی تعلیم (فرمودہ حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک شخص کو بیوی سے حسن معاشرت کرنے کی طرف توجہ دلاتے

Digitized by Khilafat Library

ہوئے بذریعہ خط تحریر فرمایا:-

"چونکہ مردوں کو عورتوں پر ایک گونہ حکومت قسّام ازلی نے دے رکھی ہے۔ اور ذرا ذرا سی باتوں میں تادیب کی نیت سے یا غیرت کے تقاضا سے وہ اپنی حکومت کو استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ مگر چونکہ خدا تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کے ساتھ معاشرت کے بارے میں نہایت حلم اور برداشت کی تاکید کی ہے۔ اس لئے میں نے ضروری سمجھا۔ کہ آپ جیسے رشید اور سعید کو اس تاکید سے کسی قدر اطلاع کروں۔ اللہ جلشانہٗ فرماتا ہے۔ عاشروھن بالمعروف یعنی اپنی بیویوں سے تم ایسی معاشرت کرو۔ جس میں کوئی امر خلاف اخلاق معروفہ نہ ہو۔ اور کوئی وحشیانہ حالت نہ ہو۔ بلکہ ان کو اس مسافر خانہ میں اپنا ایک دلی رفیق سمجھو۔ اور احسان کے ساتھ معاشرت کرو۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں خیرکم خیرکم باھلہ یعنی تم میں سے بہتر وہ انسان ہے۔ جو بیوی سے نیکی سے پیش آئے۔ اور حسن معاشرت کے لئے اس قدر تاکید ہے۔ کہ میں اس خط میں لکھ نہیں سکتا۔ عزیز من۔ انسان کی بیوی ایک مسکین اور ضعیف ہے۔ جسکو خدا نے اس کے حوالہ کر دیا ہے۔ اور وہ دیکھتا ہے۔ کہ ہر ایک انسان اس سے کیا معاملہ کرتا ہے۔ نرمی برتنی چاہیئے۔ اور ہر یک وقت دل میں یہ خیال کرنا چاہیئے۔ کہ میری بیوی ایک مہمان عزیز ہے جسکو خدا تعالیٰ نے میرے سپرد کیا ہے۔ اور وہ دیکھ رہا ہے۔ کہ میں کیونکر شرائط مہمانداری بجا لاتا ہوں۔ میں ایک خدا کا بندہ ہوں۔ اور یہ بھی ایک خدا کی بندی ہے۔ مجھے اس پر کونسی زیادتی ہے۔ خونخوار انسان نہیں بننا چاہیئے۔ بیویوں پر رحم کرنا چاہیئے۔ اور ان کو دین سکھلانا چاہیئے۔ درحقیقت میرا یہی عقیدہ ہے۔ کہ انسان کے اخلاق کے امتحان کا پہلا موقع اسکی بیوی ہے۔ میں جب کبھی اتفاقاً ایک ذرہ درشتی اپنی بیوی سے کروں۔ تو میرا بدن کانپ جاتا ہے۔ کہ ایک شخص کو خدا نے صدہا کوس سے میرے حوالہ کیا ہے۔ شاید معصیت ہوگی۔ کہ مجھ سے ایسا ہوا۔ تب میں ان کو کہتا ہوں۔ کہ تم اپنی نماز میں میرے لئے دعا کرو۔ کہ اگر یہ امر خلاف مرضی حق تعالیٰ ہے۔ تو مجھے معاف فرماویں۔ اور میں بہت ڈرتا ہوں۔ کہ ہم کسی ظالمانہ حرکت میں مبتلا نہ ہو جاویں۔"

(البدر نمبر ۴ جلد ۲ مورخہ ۲۰۔ اپریل ۱۹۰۳ء)

شذرات

(۱)

دو زبردست پیشگوئیاں حضرت خلیفۃ المسیح نے درس القرآن میں فرمایا اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّکَ اِلٰی مَعَادٍ میں دو زبردست پیشگوئیاں ہیں۔ ایک نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات کے متعلق دوسری اسلام کی آئندہ ترقیات کے بارے میں۔

Digitized by Khilafat Library

۱۔ معاد لغت میں مکہ کا نام ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس نے تبلیغ القرآن کا بار گراں تیرے سر پر رکھا ہے۔ وہ ضرور ضرور تجھے مکہ معظمہ میں لوٹا کر لائیگا۔

(۲) دیکھئے یہ سورۃ مکی ہے۔ مکہ میں یہ فرمانا کہ اللہ تعالیٰ پھر تجھے اس بستی میں واپس لائیگا اپنے اندر ایک زبردست پیشگوئی ہجرت کے متعلق رکھتا ہے۔ یعنی آپ کو مکہ سے نکلنا پڑیگا۔ پھر اسی کے ساتھ۔ (ب) یہ بشارت بھی دیدی۔ کہ اسی مکہ میں آپ پھر واپس لوٹینگے۔ (ج) اللہ اللہ۔ خدا تعالیٰ کو اپنے حبیب کے احساسات کا کس قدر پاس ہے۔ کہ یہ نہیں فرمادیا آپ کو اپنا وطن مکہ چھوڑنا پڑیگا۔ بلکہ فرمایا۔ آپ کو واپس لوٹا کر مکہ میں لائینگے یہ ایسا ہی ہے جیسے کسی کا بچہ مرجاتا ہو۔ تو کہا جائے خدا تمہیں اور بچہ دیدیگا۔ بات بھی کہدی اور احساسات کو بھی ٹھیس نہ لگی۔

(د) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فطرت ایسی پاکیزہ تھی۔ اور اپنی قوم سے تعلقات ایسے عمدہ۔ کہ جب ورقہ بن نوفل نے کہا کہ کاش میں اسوقت زندہ ہوتا جب آپکی قوم آپ کو نکالیگی۔ تو آپنے بے ساختہ فرمایا اَوَ مُخْرِجِیَّ ھُمْ۔ کیا وہ مجھے نکالینگے۔ غرض حالات ہرگز ایسے نہ تھے جن سے یہ اندازہ لگایا جاسکے کہ آپ کی قوم آپ کو مکہ سے نکالیگی۔ تاہم کس قدر زبردست اور صاف الفاظ میں ہجرت کی پیشگوئی سُنائی گئی۔ (ہ) پھر الفاظ ایسے انتخاب کیئے جن سے ظاہر ہو۔ کہ یہ جانا اپنی مرضی سے نہیں ہوگا۔ بلکہ کسی دوسرے کی مرضی سے بھی نہ ہوگا۔ چنانچہ جب عمائد عرب نے جمع ہوکر مشورہ کیا تو یہی بات قرار پائی کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کردیا جائے۔ پس وہ بھی نہیں چاہتے تھے۔ کہ آپ مکہ سے نکل جائیں کیونکہ یہ امر ان کے مفاد کے خلاف تھا۔ اب دیکھئے حالات کیسے ہیں۔ نہ تو آپ خود نکلنا چاہیں۔ نہ آپ پر ایمان لانیوالے آپ کا فراق گوارا کریں نہ آپ کی قوم کے لوگ آپکے نکلنے پر راضی ہوں بلکہ اسکے خلاف کوشش

کریں۔ لیکن واقعات نے یکدم ایسا پلٹا کھایا۔ کہ آپ راتوں رات ہجرت کر کے روانہ ہو گئے اور وہ پیشگوئی پوری ہوئی جو بآواز بلند تمام عرب کو سنا دی گئی تھی۔ (ب) پھر چند سالوں کے بعد اس پیشگوئی کا دوسرا حصہ پورا ہونے کا وقت آیا۔ اور آپ بغیر تلوار چلانے اور خونریزی کرنے کے بڑی شان و شوکت سے دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ مکہ معظمہ میں داخل ہوئے۔ یعنی وہ قدسی نفس جو اکیلا رات کے پردہ میں نکلا دن کے وقت جان نثاروں کی ایک بہت بڑی جماعت کے ساتھ وارد ہوا۔ اور دنیا نے دیکھ لیا۔ کہ دشمنوں کا قلع قمع ہو گیا اور عرب پر اسلام ہی اسلام کی حکومت رہ گئی۔

۳۔ دوسری پیشگوئی اسلام کی آئندہ ترقیات کے متعلق تھی۔ معاد دنیا کو بھی کہتے ہیں۔ تو اس آیت میں یہ بتایا کہ جب کبھی اسلام پر ایسا زمانہ آیا کہ محمد رسول اللہ صلعم سے نکلے یعنی آپ کی شریعت پر عملدرآمد نہ رہا لوگوں کے دل آپ کی محبت اور اطاعت کی روح سے خالی ہو گئے تو جناب رسالتمآب صلعم کو ضرور اسی دنیا میں لوٹایا جائے گا یعنی آپ کی روحانیت آپ ہی کے کسی خادم کے ذریعہ (جو آپ کی محبت میں فنا ہوگا اور جو اپنے آئینہ ظلیت میں آپ کے تمام کمالات نبوت کو منعکس رکھتا ہوگا۔) دوبارہ ظہور کریگی جس سے کفر کا اندھیرا دور ہوگا اور پھر آپ ہی آپ ہونگے کسی غیر کا دخل نہ ہوگا۔ یعنی ع مسلماں را مسلماں باز کردند کا زمانہ آئیگا۔ چنانچہ اس پیشگوئی کو پورا ہوتے ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ محمد رسول صلعم نے اپنے خادم مسیح موعود کے ذریعے عود الی معاد فرمایا۔ مگر نہ بذریعہ حلول نہ بواسطہ تناسخ بلکہ بروزی رنگ میں فصلی اللہ تعالےٰ علےٰ خیر خلقہ محمد خاتم النبیین وعلےٰ آلہ واصحابہ وخلفائہ اجمعین۔

Digitized by Khilafat Library

(۲)

مذہبی رواداری:۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ اسلام مذہبی رواداری میں بے مثل ہے اور دنیا کا کوئی مذہب اس بارے میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

تعجب ہے کہ پادری ہم پر اعتراض کرتے ہیں۔ اور اپنے بزرگوں کے کارنامے تاریخ میں نہیں پڑھتے کہ ان کے مذہبی مقتداؤں اور ملکی فرمانرواؤں نے کیا کیا احکام جاری کیئے۔ ایک حکم کی نقل ہم بھی دیئے دیتے ہیں۔ یہ فرڈیننڈ کی وصیت ہے جو اس نے بستر مرگ پر کی۔ جبکہ انسان دنیا کے علائق سے منہ موڑ کر اپنی عاقبت کے فکر میں ہوتا ہے:۔

"میں اپنے جانشین کو یہ حکم دیتا ہوں کہ کیتھولک مذہب کی ترقی اور حمایت میں

وہ ہمیشہ نہایت جوش وخروش سے کوشاں رہے اور خداوند تعالیٰ کے کلیسیا کی امداد اور حفاظت کو اپنا فرض سمجھے الحاد اور بے دینی کو ہماری سلطنت سے دور کرنے میں بہت مستعدی کا اظہار کرے اسے مختلف مقامات پر خدا ترس پادری مقرر کرنے چاہئیں تاکہ وہ خداوند تعالیٰ کی خدمت اور کیتھولک مذہب کی ترقی کے لئے انصاف کے ساتھ انکویزیشن کو قائم رکھیں۔ اور محمدؐ کے مذہب کی تباہی کے لئے اسے خاص اہتمام کرنا چاہیئے"۔

کیا اس وصیت کے حامی کہہ سکتے ہیں کہ وہ اور ان کے بزرگ مذہبی رواداری کا شمہ بھر بھی اپنے اندر رکھتے ہیں؟

Digitized by Khilafat Library

(۳)

سفاکی کا ثبوت عمل میں: شاید کوئی کہدے کہ محمدؐ کے مذہب کی تباہی بذریعہ دلیل مقصود ہے اسلئے ہم بلغاریہ کے بادشاہ فرڈیننڈ کی سفاکی کا کچھ حال لکھتے ہیں تا ظاہر ہو کہ وہ اپنے زمانہ وسطی کے ہمنام سے کچھ کم نہ تھا۔

"پانچہزار عورتوں کو جو مسجد میں پناہ گزین ہوئیں۔ زندہ جلوا دیا۔ اور سٹپتشا میں بیس دن تک قتل وخونریزی کا دور دورہ رکھا۔ البانیہ کے قیدیوں کو ایذائیں دیدیکر آگ کی نذر کر دیا عورتوں اور بچوں کو باندھ کر ان پر مٹی کا تیل چھڑکا اور آگ لگا دی"۔

کیا یہ اس جرم کی سزا تھی کہ وہ کیوں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کلمہ پڑھتے ہیں۔ اور اپنا سر کسی انسان کے سامنے نہیں جھکاتے۔ تاریخیں اس قسم کے بہت سے واقعات سے لبریز ہیں۔ چنانچہ بکل کی تاریخ میں لکھا ہے:۔

مُوروں کی کثیر تعداد کو جبراً بپتسمہ دیا گیا اور انہیں کلیسیا کے قوانین پر چلنے کیلئے مجبور کیا گیا۔ ۱۵۶۶ء میں فلپ ثانی نے حکم جاری کیا کہ وہ پہلے مذہب کی تمام باتوں کو چھوڑ دیں عربی کتب ان سے چھین لی گئیں اور نئے سر سے انہیں ہسپانیہ کی زبان سکھائی۔ انہیں عربی تصانیف پڑھنے کی ممانعت ہوگئی اپنے گھروں میں عربی بولنے کی اجازت نہ تھی۔

ہسپانیہ کی آبادی میں سے ایک لاکھ محنتی لوگ صرف اسلئے نکالے گئے کہ ان کے

راسخ الاعتقاد ہونے میں کچھ شک تھا۔ سمندر کے ساحل تک پہنچنے سے پہلے بہت سے قتل کر دیئے گئے۔"

Digitized by Khilafat Library

اس قسم کے واقعات کو پڑھ پڑھ کر جو ہم نے اشاعت اسلام کے الفاظ میں نقل کیئے ہیں انسانیت خون کے آنسو بہاتی ہے آہ یہ ان لوگوں کا طرز عمل ہے جن کو تعلیم دی گئی تھی کہ وہ اپنے دشمنوں سے محبت کریں اور مدارات سے پیش آئیں۔ باوجود اسکے پادریوں کا بدلگام قلم اسلام کے خلاف چلتا ہے جس نے تیرہ سو سال سے اعلان کر رکھا ہے لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی۔ دین میں کوئی زبردستی نہیں۔ ہدایت۔ گمراہی سے خود ہی واضح ہے۔ فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر جو چاہے ایمان لائے جو چاہے انکار کر دے۔"

—— (۴) ——

ہم نے کسی گذشتہ اشاعت میں آریوں کی تاریخ دانی دکھائی تھی۔ اب معلوم ہوا۔ کہ انکو ایک بوجھ بجھکڑ ہنود کو ہندہ کسی عربی شہزادہ مرد کے نام پر بتاتے ہیں۔ اور اپنی حماقت پر مہر لگاتے ہیں۔ کیونکہ ہندہ تو عورت تھی نہ کہ مرد معلوم نہیں یزیدی خاندان سے سلسلہ تعلق ملانے میں کیا وجہ مفاخرت ہے تاہم عرب کے نام پر اپنی قومی زندگی کی بنیاد رکھنے کا شوق بتاتا ہے کہ عرب کچھ ہے۔ جو باوجود اسلام سے اسقدر بغض رکھنے کے یہ کہہ رہے ہیں ؎

کعبہ سے ان بتوں کو بھی نسبت ہے دور کی ٭ واں کے نہیں تو واں سے نکالے ہوئے تو ہیں

—— (۵) ——

تعدد ازدواج:۔ اسلام نے ایک سے زیادہ بیوی کی اجازت دی ہے اور ضرورت کے وقت حکم فرمایا ہے۔ کہ اسپر عمل کر لیا جائے۔ یورپ میں اس حکم پر زبانی تو اعتراض کیا جاتا ہے مگر عمل اسکے خلاف ہے۔ چنانچہ وسط دہم صدی کا جرمن فلاسفر شپن ہائر لکھتا ہے کہ اس وقت صرف لنڈن میں اسی ہزار بازاری عورتیں ہیں۔ یہ صرف وحدت ازدواج کا نتیجہ ہے اسلئے تعدد ازدواج درحقیقت عورتوں کیلئے ایک رحمت ہے کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ ایک شخص جس کی بیوی بیمار رہتی ہو یا تولید نسل کی اسمیں صلاحیت نہ ہو یا بہت زیادہ ضعیف ہوگئی ہو دوسری شادی نہ کرے۔"

فلاسفر موصوف کی رائے جو واقعات وحالات سے متاثر ہو کر دی گئی ہے خاص توجہ کے قابل ہے یورپ اگر ہماری نہیں سنتا تو اپنے فلاسفر ہی کی سُنے۔ بائیبل کے نبیوں کا بھی یہی طرز عمل رہا

اور قوم کے افراد بھی عملی رنگ میں بتا رہے ہیں کہ فطرت کے مطابق یہی حکم ہے کہ ضرورت کے وقت ایک سے زیادہ بیوی کر لی جائے۔ پھر خواہ مخواہ ایک امر جائز کو ناجائز کر کے مستفید ہونا چہ معنی دارد۔ چنانچہ انہی باتوں سے مجبور ہو کر ہوم سکرٹری مسٹر شارٹ نے پارلیمنٹ کے سامنے ایک مسودہ قانون پیش کیا ہے۔

Digitized by Khilafat Library

"ناجائز اولاد کے والدین اگر بعد ولادت آپس میں شادی کر لیں تو اولاد قانوناً جائز اولاد کے حکم میں رکھ دی جائیگی"

ہم کہتے ہیں ایسے قوانین کی قطعاً ضرورت نہ پیش آئے۔ اگر تعدد ازدواج پر عمل کیا جائے یا ناجائز اولاد اگر ایک دو شاذ و نادر ہوتا تو مسودہ پیش کرنے کی ضرورت نہ پڑتی۔

(۶)

حافظ محب الحق عظیم آبادی جو شمس العلماء بھی ہیں۔ اپنی ایک تصنیف میں لکھتے ہیں:-

"اگر ہم نبی آخر الزمان کی اُمت میں داخل ہیں تو کنتم خیر امة اخرجت للناس تم بہترین اُمت ہو جو لوگوں کے لئے کھڑے کیئے گئے ہو کا خطاب ہم سے کیوں چھین گیا ہے اور انتم الاعلون ان کنتم مؤمنین کا جھنڈا ہم سے کیوں لے لیا گیا ہے الا ان حزب اللہ هم الغالبون سن رکھو خدا ہی کا لشکر فلاح پانے والا ہے (مجادلہ ۳ع) کے مصداق ہم کیوں نہیں رہے۔ اگر ہم واقعی مسلمان ہیں تو لن یجعل اللہ للکفرین علی المؤمنین سبیلا خدا ہرگز کافروں کو مومنوں پر راہ اور غلبہ نہ دیگا کیوں زبان حال سے ہمارے ایمان کی تصدیق نہیں کرتا۔ ××× مسلمانوں کی زندگی بجائے غلبہ و حکومت محکومی میں اور بجائے امن اور اطمینان طرح طرح کے خوف میں گذرنے لگی ہے۔ یہ اسلئے کہ ان کا ایمان ہی ان سے رخصت ہوا جو ہے بھی وہ منہ بولا ایمان ہے اگر ایمان ہوتا۔ تو ان وعدوں کے علاوہ خدا ضرور ہماری مدد بھی کرتا وکان حقا علینا نصر المؤمنین ایمان والوں کی مدد کرنی ہم پر حق ہے۔ اگر ہم میں ایمان ہے تو خدا نے اپنی مدد ہم سے کیوں اُٹھالی کہ دین کے اعتبار سے ہمارے اطوار کفار عرب سے ملتے ہیں اور دنیا کے اعتبار سے ہمارے حالات تباہ شدہ قوم سے ملتے ہیں اور ساری دنیا کے مسلمانوں کا حال یکساں ہو گیا ہے۔ قرآن مجید کی آیتیں غلط نہیں

اس کا متکلم خدا جھوٹا نہیں ضرور ہم نے اسلام کو بدلا۔ ایمان میں فتور ڈالا۔

اسلام کا آفتاب چھپ گیا۔ خود غرضیوں اور شہوت پرستیوں کی کثرت نے سب کے دل ہلا دیئے آپس کی نااتفاقیوں کی تاریکی چھا گئی فلاکت کے ادبار کے ادلوں نے انسانی اور اسلامی صفات کے پھولوں کو پھلوں کو مسمار کردیا عوام کالانعام ہوگئے اور خواص ان سے بھی بدتر رنگ یہ چھا رہا ہے کہ کہیں یہ قوم مغضوب کے گروہ میں نہ مل جائے × × مسلمان اس حال کو پہنچ رہے ہیں کہ عنقریب وہ سوکھی شاخ کی طرح کاٹے جائینگے اور مصائب کے ایندھن بنینگے یا دوسری قوت میں سلب ہوجائینگے جس کو مسخ ہونا کہتے ہیں"

اس اعتراف حقیقت پر ہم صاحب موصوف کے ممنون ہیں۔ شکر ہے مرض تو تشخیص کیا۔ اب میں انہیں خدا کے نام پر قرآن کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ للہ وہ ایک نظر قرآن مجید کو اوّل سے آخر تک دیکھ جائیں اور بتائیں کہ جب کسی قوم کی یہ حالت ہوجائے۔ تو اسکو دوبارہ زندہ کرنے کے لئے سنّت اللہ کیا ہے؟ کیا یہی کہ ان میں سے کوئی بزرگ اٹھ کر ایک کتاب تصنیف کردے اور بس یا خدا اپنا مامور اور رسول بھیجا کرتا ہے جو خدا سے حکم اور علم پاکر۔ از سر نو ایک جماعت سعید الفطرتوں اور دین کے خدمتگاروں کی تیار کرتا ہے جو اسی مامور کی قوت قدسیہ سے پاک کیئے جاتے ہیں اور دوسروں کے لئے نمونہ ٹھیرتے ہیں۔ اور شہداء علی الناس بنتے ہیں۔ اگر سنّت اللہ یہی ہے اور یقیناً یہی ہے تو وہ خدا تعالیٰ جس کا وعدہ ہے کہ وہ اسلام کو قیامت تک قائم رکھے گا۔ کبھی اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کریگا ضرور اس اندھیرے میں نبیوں کا چاند چڑھائیگا۔ جس کی ضیاء بخشی مومنوں کے قلوب کو پھر پُرنور کردیگی۔ سہ

آنکھ کے اندھوں کو حائل ہوگئے سو سو حجاب ✧ ورنہ تھا قبلہ ترا رُخ کافر و دیندار کا

خلافت کا خاتمہ

پہلے مسلمانوں نے خلیفہ کا امتیازی نشان یہ بتایا کہ وہ مقامات مقدسہ پر حکمران ہو لیکن جب مکہ معظمہ و مدینہ منورہ ترکی سلطان کے قبضہ سے نکل گئے۔ تو کچھ جواب بن نہ آیا۔

اسکے بعد کہنے لگے سب سے بڑی حکومت اسلامیہ خلافت کی مستحق ہے اور خلافت کیلئے حکومت دنیاوی ضروری ہے اور اسکے لئے بے حساب روپیہ خرچ کیا۔ لیکن خود ترکوں ہی نے خلیفہ کو سیاست سے الگ کردیا اب یہ تاویل کیجاتی ہے کہ خلیفہ کے اختیارات سیاسی مجلس ملی کے سپرد ہیں اور یوں خلیفے کا اقتدار قائم ہے۔ ہمیں یہ تو سمجھ نہیں آتا۔ ایک شخص کو جو مردہ ہو مردہ تسلیم کرنے سے بایں دلیل انکار کیا جائے کہ کچھ بھی نہیں ہوا صرف روح جسم سے الگ کرکے دوسری جگہ رکھ لی گئی ہے اور یوں اسکی زندگی قائم ہے۔ مسلمانو! خدا نے جو اپنے قول میں فرمایا وہی فعل سے ثابت کیا۔ تم مان لو کہ اس زمانے کا مصلح ربّانی مسیح موعود ہے اور اس کا خلیفہ حضرت محمود ایدہ اللہ بنصرہٖ ✧

دیو سماج اور ہم

(نمبر ۳)

اگست کے ریویو آف ریلیجنز میں ہم نے ایک مضمون دیو سماجی اخبار جیون تت کے جواب میں لکھا تھا جسمیں بتایا تھا کہ امن و امان کا ضامن صرف ایمان باللہ ہے اسپر دیو سماجی اخبار نے ایک سلسلہ مضامین شائع کرنیکا نوٹس دیا ہے۔ جس کا نمبر اوّل نکل چکا ہے۔ ہم جیون تت کے لائق ایڈیٹر یا مضمون نگار کی محنت کی داد دیتے ہیں کہ اس کو بہت ورق گردانی کرنی پڑی۔ مگر افسوس کہ نیت بخیر نہ تھی اسلئے حقیقت سے کوسوں دور رہا

میں دیو سماجی کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ قرآن مجید میں ہرگز ہرگز۔ صرف مذہبی خیالات میں اختلاف کی بنا پر کسی کو ایذا دینے کی تعلیم نہیں۔ بلکہ جنگوں کا حکم ہی اس وجہ سے دیا گیا ہے کہ کوئی کسی کی جائز آزادی میں خلل انداز نہ ہو۔ اور صرف خیالات کے اختلاف کی وجہ سے کوئی کسی کو دکھ نہ دے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔ وقاتلوھم حتیٰ لا تکون فتنۃ و یکون الدین کلہ للہ (سورۃ انفال) اور ان سے لڑو۔ جب تک کوئی شخص مذہب کی وجہ سے گرفتار بلا نہ رہے اور مذہب سب کا سب اللہ ہی کے لئے ہو جائے یعنی کوئی کسی کے خوف سے کوئی خاص مذہب نہ قبول کرے بلکہ جو اسکے خیالات ہوں اپنی تحقیقات سے ہوں اور اپنی مرضی سے ان پر کاربند ہو۔ اور یہ نہ سمجھیں کہ صرف اپنے مذہبی خیالات کو پھیلانے کے لئے مسلمانوں نے جنگ کئے بلکہ مسلمانوں کی جد و جہد اور جہاد مذہبی آزادی کو قائم رکھنے کیلئے تھی چنانچہ قرآن مجید میں ہے۔ ولولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لھدمت صوامع و بیع و صلوٰت و مساجد یذکر فیھا اسم اللہ کثیرا۔ اگر اللہ بعض لوگوں کو بعض سے دفع نہ کرے تو خانقاہیں گرجے یہود و ہنود کے معبد اور مسلمانوں کی مسجدیں گرا دی جائیں۔ جن میں اللہ کا نام لیا جاتا ہے۔ پس یہ مصلحت ہے حکم جہاد میں۔ پھر تلوار اٹھانے کا حکم محض بحالت مظلومی ہے جیسا کہ فرمایا اُذِنَ للذین یقتلون بانھم ظلموا اجازت دی گئی ہے لڑائی کی ان لوگوں کو جن سے منکروں کی طرف سے جنگ کی جاتی ہے اسلئے کہ ان پر ظلم ہو رہا ہے۔ اندریں حالات یہ کہنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کہ اللہ کے نام کی وجہ سے دنیا میں فساد پھیلا۔ اللہ کے نام اور اسلام نے تو فساد مٹایا اور فساد اسی طرح مٹ سکتا ہے کہ مظلوم کی حمایت کی جائے۔ اور ظالم آئندہ اس پر تعدی نہ کر سکے۔ اور نہ ہی اپنے غلبہ کی وجہ سے مظلوم جماعت کو اپنے اندر جذب کر لے۔ اس حقیقت صادقہ کے خلاف جو چند آیات پیش کی گئی ہیں افسوس ہے کہ ان کا صحیح مفہوم سمجھنے کی کوشش نہیں کی گئی +

والدین اور بھائیوں سے نفرت کی تعلیم نہیں

مثلاً سورۂ توبہ کی آیت ۲۳ پیش کرکے لکھا ہے کہ کسی کا باپ یا بھائی دیانت داری کی بناء پر مذہب اسلام سے اختلاف رکھے تو اسے دوست بنانے والا مسلمان نافرمان ہے۔

قرآن مجید میں تو کوئی ایسا لفظ نہیں جس سے یہ معلوم ہو کہ (۱) اس باپ یا بھائی کا اختلاف دیانتداری کی بناء پر ہے اور (۲) وہ محض اختلاف ہی رکھتا ہے مخالفت نہیں کرتا۔ (۳) اور وہ دوسرے کی جائز آزادی میں خلل انداز نہیں۔ مضمون نویس کو چاہیئے تھا کہ وہ کچھ صفحات پہلے بھی ترجمے کے پڑھ لیتا۔ تا اس پر واضح ہو جاتا کہ یہ ذکر اس ملک اور اس فریق کا ہے جو اسلام قبول کرنے والوں اور ان کے آقا و پیشوا کو اپنے ملک سے نکل جانے پر مجبور کر چکا ہے اور پھر اتنی دُور جانے پر بھی انہیں چین نہیں لینے دیا بلکہ ابی سینیا تک ان مظلوموں کا پیچھا کیا اور وہاں کے بادشاہ کے خیالات ان کے خلاف برانگیخت کرنے میں سعی نافرجام کر چکا ہے۔ اور پھر برسر جنگ ہے ان کے متعلق فرمایا کہ ان سے کوئی ایسے تعلّقات قائم نہ کرو۔ جن سے فتنہ بڑھے اور یہ تو آپ بھی سمجھ سکتے ہیں۔ کہ جو فریق جنگ کر رہا ہو اس سے گہرے تعلقات بحالت جنگ نہیں رکھے جا سکتے۔ پس اس حکم سے یہی مراد ہے

والدین اور بھائیوں سے حُسن سلوک کی تعلیم

ورنہ یوں تو باپ کے متعلق ارشاد قرآنی یہ ہے کہ۔ وبالوالدین احسانا۔ اما یبلغن عندك الکبر احدھما او کلاھما فلا تقل لھما اف ولا تنھرھما وقل لھما قولا کریما واخفض لھما جناح الذل من الرحمۃ (بنی اسرائیل) اور والدین سے احسان کرو۔ اور اگر کوئی ایک ماں باپ سے بوڑھا ہو یا دونو تو انہیں اف تک نہ کہو اور نہ جھڑکو۔ بڑے ادب اور تعظیم سے بات کرو۔ اور تواضع سے پیش آؤ۔ اسی طرح تمام اقرباء کے متعلق حکم ہے کہ ان سے نیک سلوک رکھو۔ صرف اقرباء رشتہ دار ہی نہیں بلکہ اسلام میں تو ہمسایوں ہم پیشوں ہم جلیسوں سے بھی نیک سلوک کا حکم ہے۔

وبالوالدین احسانا وبذی القربٰی والیتمٰی والمسٰکین والجار ذی القربٰی والجار الجنب والصاحب بالجنب وابن السبیل وما ملکت ایمانکم۔ (النساء) پھر آپ نے تو سورۂ ممتحنہ سے ایک آیت پیش کی ہے جس سے آپ پر یہ کھلا کہ اپنی قوم کے لوگوں سے کھلم کھلا عداوت کا حکم ہے۔

Digitized by Khilafat Library

قطع تعلق کا حکم کن مخالفوں سے ہے

مگر میں آپ کو اسی سورۃ سے دکھا دیتا ہوں۔ کہ عداوت کا حکم کس سے ہے اور رفاقت کا کس سے۔ فرماتا ہے انما ینھٰکم اللّٰہ عن الذین

قاتلوکم فی الدین واخرجوکم من دیارکم وظاھروا علیٰ اخراجکم ان تولوھم۔ اللہ ان لوگوں سے گہرے تعلقات محبت قائم کرنے سے روکتا ہے جو دین و مذہب کے بارے میں تم سے لڑائی کر رہے ہیں اور تمہیں محض مذہبی عداوت کی بناء پر تمہارے ملکوں سے نکال چکے ہیں اور تمہارے نکال دینے کے لئے ایک دوسرے کی امداد کر رہے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ ایسے لوگوں سے قطع تعلق مؤدت آپ بھی ضروری سمجھتے ہیں۔ کیونکہ یہ مذہب کی جائز آزادی میں خلل انداز ہیں اور تکلیف و ایذا رسانی پر کمر بستہ ہیں۔ بے چارے مسلمانوں کو ان کے اپنے شہروں میں بھی نہیں رہنے دیتے۔ پس ایسے ہی لوگ ہیں جن کی نسبت حضرت ابراہیم کے پیرووں نے کہا کہ تمہارے اور ہمارے درمیان کھلی کھلی عداوت ہے۔ یہ عداوت کس فریق کی طرف سے ہے اس کا پتہ بھی دیا کہ اس طرف سے نہیں بلکہ ان مخالفوں کی طرف سے ہے۔ جو بتوں کی پوجا کرتے ہیں۔ کیا ایک توحید کا شیدا موحّد ایک بت پرست کو کہنے کا حق نہیں رکھتا۔ کہ ہم تمہارے عقائد کے منکر ہیں۔ اور اس معاملہ میں ہمارا اور تمہارا ہمیشہ کے لئے اختلاف ہے جب تک تم موحد نہ بن جاؤ۔ یہی انہوں نے کہا اس میں کسی آدمی کے وجود سے عداوت کی تعلیم نہیں بلکہ اس گندے عقیدے سے نفرت کا اظہار ہے۔ اور ان لوگوں سے قطع تعلق کا اعلان ہے (کیونکہ ان میں ملے جلے رہنا کئی وجوہ سے خطرناک ہے) جن کا مشرب یہ ہے کہ یخرجون الرسول وایاکم ان تؤمنوا باللہ ربکم کہ وہ رسول کو اور مومنوں کو محض اسلئے ملک سے نکالنے پر تلے ہوئے ہیں۔ کہ وہ کیوں اللہ پر ایمان لائے۔ اب فرمایئے ایسے لوگوں کو اگر اپنا محبت نہ سمجھا جائے جو کھلم کھلا ایذا رسانی پر کمربستہ ہیں۔ تو اور کیا سمجھیں۔ باقی جن لوگوں کا باوجود غیر موحّد و غیر مسلم ہونے کے یہ طرز عمل نہیں انکی نسبت فرما دیا۔

غیر مسلموں سے نیک برتاؤ کی تعلیم۔

لا ینھٰکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین و لم یخرجوکم من دیارکم ان تبرّوھم و تقسطوا الیھم ان اللہ یحبّ المقسطین۔ جو لوگ دین کے بارے میں تم سے برسر جنگ نہیں اور تمہیں تمہارے گھروں سے نہیں نکالتے ان سے نیک سلوک اور احسان کرنے کی ممانعت نہیں۔ ان سے ہر معاملہ میں شریفانہ برتاؤ رکھنا چاہیئے اللہ اعتدال پسندوں کو دوست رکھتا ہے۔ دیکھئے کیسی پاکیزہ تعلیم ہے جو اسی سورۃ میں موجود ہے بہت افسوس ہے کہ آپ ایک آدھ آیت کا ترجمہ دیکھ کر اعتراض کرنے دوڑے جو غیر منصفانہ روش ہے۔

پڑوسیوں سے لڑنے کی تعلیم نہیں

میں ایک آیت پیش کرکے دکھا چکا ہوں کہ اپنے پڑوسیوں سے

خواہ کس مذہب کے ہوں لطف مدارات اور حسن سلوک کی تعلیم قرآن مجید میں موجود ہے۔ اور احادیث صحیحہ میں بہت تفصیل سے اسکی تاکید ہے۔ اس تعلیم کی موجودگی میں یہ اعتراض کہ پڑوسیوں سے لڑنے کی تعلیم ہے بالکل بے بنیاد ہے جو آیت سورۂ توبہ سے پیش کی گئی ہے اس کا سیاق سباق نہیں دیکھا گیا۔ یہ تو مسلمانوں کو تعلیم دی ہے کہ جب کفّار تم سے مصافی حالت میں ہوں اور ان سے جنگ درپیش ہو تو پہلے اردگرد کے علاقے کو ٹھیک کرو۔ کیونکہ کوئی قوم زندہ نہیں رہتی جب تک اس کا گھر کہ خطرہ سے محفوظ نہ ہو۔ آپ لوگ اپنا طرز عمل ہی دیکھ لو کیا لاہور دیو سماج میں کبھی سے مقابلہ و مباحثہ درپیش ہو۔ اور ہندوستان سے باہر بھی کوئی مقابلہ کرنا پڑے تو پہلے اپنے گھر کی خبر لوگے یا ساری توجہ ہندوستان سے باہر پھیر دو گے۔ تو اس میں مسلمانوں کو فرمایا کہ پہلے قرب وجوار کے علاقوں میں جو فتنے ہیں اور مذہبی آزادی میں خلل اندازی ہے اسے دور کر لو۔ یہ خلل اندازی اگر بذریعہ تلوار کی جائیگی تو ایک آزاد سلطنت تلوار ہی سے جواب دینے کا حق رکھتی ہے۔ مفسرین نے اسی آیت کے ساتھ لکھا ہے کہ سب سے قریبی مخالف تو انسان کا نفس ہے پس پہلے تو اس کا مقابلہ کرنا چاہیئے۔

Digitized by Khilafat Library

کیا خدا کینہ و عداوت کی آگ بھڑکاتا ہے

اور یہ جو آپنے لکھا کہ خدا عداوت کی آگ بھڑکاتا ہے یہ بالکل غلط ہے خدا تعالیٰ تو امن قائم کرنے کی تعلیم دیتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا۔ باقی رہا یہ کہ عیسائیوں اور یہودیوں میں عداوت اور بغضاء ہے تو یہ ان کی اپنی بداعمالیوں اور الٰہی تعلیم کے انکار کا نتیجہ ہے۔ چنانچہ فرمایا فَنَسُوا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوا بِهِ (جس بات کی ان کو نصیحت کی گئی تھی اسے چھوڑ کر طاق نسیان پر رکھدیا) تو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارے قانون قدرت کا عمل ان پر جاری ہوا اور ان میں عداوت اور بغض بھڑک اُٹھا۔ اگر وہ الٰہی تعلیم پر چلتے تو عداوت اور بغضاء سے محفوظ رہتے۔ پس جو اعتراض آپنے کیا اس کا جواب تو خود اسی آیت میں موجود ہے اس آیت میں یہ ثبوت نہیں ملتا کہ خدا نے عداوت کی آگ بھڑکا دی بلکہ یہ ثبوت ملتا ہے کہ خدا کی تعلیم پر نہ چلنے کا یہ نتیجہ ہوا کہ ان میں عداوت اور بغض ہو گیا۔

ہر مشرک کو قتل کی تعلیم نہیں

تعجب ہے کہ باوجود صراحت پر صراحت کے آپ لکھتے ہیں۔ کہ قرآن میں ہر مشرک کے قتل کرنے کی تعلیم ہے۔ اگر ہر ایک مشرک کے قتل کی تعلیم ہوتی تو یہ اسی آیت کے بعد جو آپنے لکھی ہے کیوں فرماتا اِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ

استجارك فاجره حتّٰی یسمع کلام اللّٰه ثم ابلغه مأمنه (سورۂ توبہ) حالتِ امن کا تو کیا ذکر۔ عین حالتِ جنگ میں بھی اگر کوئی مشرک پناہ مانگے تو اسے پناہ دو۔ اور اس کی جائے امن میں اسے پہنچا دو۔ اللہ اللہ کیا نرمی کی تعلیم ہے کہ نہ صرف اپنے دشمنوں کو اپنے ایذاء رسانوں کو پناہ دو بلکہ ان کو اپنی ذمہ واری پر ان کے گھروں میں بھی پہنچا دو۔ موجودہ زمانہ کے حالات آپ کے سامنے ہیں ذرا مجھے کوئی ایسی نظیر تو دکھاؤ جو کسی وسیع القلب نے بحالتِ جنگ بدون کسی احسان نمائی اور اپنے ذاتی فوائد کے ایسا کیا ہو۔ آپ سورۂ توبہ کسی عالم القرآن سے پڑھیں تاکہ آپ کو اصل تعلیم معلوم ہو۔ اپنے مدِمقابل ایذا دینے والے مومنوں کو جلاوطن کرنے والوں اور اتنی دیر تک تلوار سے لڑتے رہنے والے مشرکوں کو پہلے بذریعہ اعلانِ عام چار ماہ کی مہلت دی گئی ہے اور پھر الا الذین عاهدتم من المشرکین ثم لم ینقصوکم شیئًا ولم یظاهروا علیکم احدًا فاتموا الیهم عهدهم الی مدتهم۔ سے استثناء کر دیا کہ جن مشرکوں سے کوئی معاہدہ ہو چکا ہے ان سے مدّت مقررہ تک نباہو۔ اسکے بعد جو مقابلہ پر آئے اس سے لڑو۔ تعجب ہے کہ جہاں بارہ بارہ گھنٹے کا الٹی میٹم دیا جاتا ہے وہ تو منصف مزاج ہیں اور جو چار ماہ کی مہلت دیں وہ بے انصاف اور ظالم۔ حالانکہ یہاں تک نرمی کا برتاؤ ہے کہ باوجود اسکے بھی جو پناہ کا طالب ہو اسے پناہ دی جائے۔ دیوسماجی صاحب آپ کو کیا معلوم میرے آقا اور پیشوا کو کیسی قوم سے سابقہ پڑا۔ اور یہ قتل کا حکم کن مخالفوں کے لئے ہے۔ سنو! یہ ان لوگوں کے لئے ہے جن کا یہ حال اسی سورۃ میں آیا ہے:۔

(۱) لا یرقبون فی مؤمن الًّا ولا ذمّةً واولٰئك هم المعتدون۔ یعنی یہ مشرک کسی مومن کے حق میں نہ قرابت کا پاس کرتے ہیں۔ نہ کسی عہد کا۔ اور ہر معاملہ میں زیادتی کرنیوالے ہیں۔

(۲) وان نکثوا ایمانهم من بعد عهدهم وطعنوا فی دینکم فقاتلوا ائمة الکفر۔ اگر یہ عہد کر چکنے کے بعد اپنی قسموں کو توڑ دیں اور تمہارے دین میں بدستور خلل انداز ہوں تو ان کے پیشواؤں سے لڑو۔

Digitized by Khilafat Library

(۳) الا تقاتلون قومًا نکثوا ایمانهم وهموا باخراج الرسول وهم بدؤکم اوّل مرّة۔ کیا تم اس قوم سے نہیں لڑو گے جنہوں نے اپنی قسموں کو توڑ ڈالا۔ اور رسول کے جلاوطن کرنے پر زور دیا اور لڑائی میں تم سے پہل کی۔

سنا آپ نے؟ جن مشرکوں کو قتل کرنے کا حکم ہے وہ برسرِ جنگ ہیں اور ان کی یہ حالت ہے جو اوپر

بیان ہوئی۔ نہایت مہربانی سے ایسے لوگوں کو ہم ماہ کی مہلت بھی دی گئی ہے۔ پھر بھی اگر کوئی یہ کہے کہ قرآن مجید میں ہر مشرک کو محض بوجہ شرک قتل کر دینے کا حکم ہے تو یہ صریح غلطی ہے

خدا پرست مخالفوں سے جنگ کا حکم نہیں

مشرکوں کے بعد آپ نے یہ کہ دیا کہ خدا پرست مخالفوں سے جنگ کا حکم ہے۔ اور بیگناہ لوگوں کے قتل کرنے کی وجہ صرف یہ دی ہے کہ وہ مشرک ہیں اسلامی خدا کو نہیں مانتے۔ اور اپنے مذہبی عقیدوں سے (جن پر وہ دیانت داری سے قائم ہیں) دست بردار نہیں ہوتے۔

ویوسماجی صاحب! یہ سراسر آپ کی زیادتی ہے جو آپ قرآن مجید پر یہ الزام لگا رہے ہیں آپ آیت کا مطلب نہیں سمجھے۔ میں ایک موٹی بات آپ سے کہتا ہوں۔ کہ اگر محض مذہبی عقائد میں اختلاف کی وجہ سے اہل کتاب سے لڑنے کا حکم ہے۔ تو پھر یہ کیوں فرما دیا حتّٰی یعطوا الجزیۃ یعنی اگر وہ ٹیکس دینا منظور کریں جو جنگی و انتظامی اخراجات کے لئے بحیثیت رعایا ان پر عائد ہوتا ہے تو پھر ان سے جنگ نہ کی جائے۔ یہ بھی نہ سمجھئے کہ یہ ٹیکس کفر کی سزا ہیں ہے مسلمان ایک تو اپنے مال کا چالیسواں حصّہ دیتے تھے اور پھر اپنے آدمی بھی۔ (غیر مسلموں سے جنگی خدمت نہیں لی جاتی تھی) اور پھر دوسرے چندے بھی۔ غیر مسلموں کی حفاظت بھی کی جاتی تھی جنگ میں آدمی بھی نہیں لئے جاتے تھے۔ صرف ان سے ایک قلیل سی رقم وصول ہوتی جسے جزیہ کہتے ہیں۔ اگر محض مذہبی عقائد کا اختلاف وجہ جنگ ہوتا۔ تو جزیہ لے کر چھوڑ دینے کا حکم نہ ہوتا۔ آیت کو اچھی طرح پڑھ کر دیکھئے۔ ان اہل کتاب سے مقاتلہ کا حکم ہے جو نہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں۔ نہ آخرت کے قائل ہیں اور یہ دو ایسی باتیں ہیں جو گناہوں سے بچاتی ہیں۔ اور کسی دوسرے کی حق تلفی سے روکتی ہیں۔ پھر وہ اللہ رسول کی حرام کردہ چیزوں کو حرام نہیں جانتے مطلب یہ کہ چوری ڈاکہ بدامنی بغاوت بدعہدی سے باز نہیں آتے قسم قسم کی شرارتیں کرکے سلطنت کے امن میں خلل انداز ہوتے ہیں۔ تمام مہذب گورنمنٹیں ایسے شریروں کو سزا دینا ضروری سمجھتی ہیں معلوم نہیں آپ کیوں ان کی حمایت کا دم بھرتے ہیں۔

لا یدینون دین الحق سے مراد ہے کہ وہ ایسا معاملہ نہیں کرتے جو حق کا معاملہ ہے یعنی بہت ہی بدمعاملہ اور بدعہد ہیں۔ یدینون کے معنی سمجھنے کے لئے ایک مشہور ضرب المثل ہے **کما تدین تدان** جیسا تم معاملہ کرو گے ویسا پاؤ گے۔ پس شریروں موذیوں فتنہ اندازوں فساد انگیزوں سے لڑنے کی اجازت دی ہے جب کہ وہ برسر جنگ ہوں فاقتلوا نہیں فرمایا

کو قتل کرو بلکہ فرمایا قاتلوا یعنی وہ تم سے لڑتے ہیں تم ان سے لڑو۔

لاَ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْن

دین میں جبر و زبردستی کا کہیں حکم نہیں خواہ مخواہ انہیں مسلمان بنالو۔ اسکے لئے لا اکراہ فی الدین ہے آپ اسے ابتدائی حکم قرار دیتے ہیں حالانکہ قرآن مجید نے اپنی صداقت کا نشان یہ فرمایا کہ اس میں اختلاف نہیں یعنی یہ بات نہیں کہ مکی زندگی میں اور حکم ہوا اور مدنی زندگی میں اور حکم۔ یہ انسان کا کلام نہیں جو اختلاف حالات سے بدلے۔ اوّل سے آخر تک حضرت نبی کریمؐ اور صحابہ کرامؓ نے اسپر عمل کیا۔ اور عہد نبوی یا خلفاء راشدین کے زمانے کا آپ ایک واقعہ بھی ایسا تاریخ صحیح سے نہیں پیش کر سکتے جس میں کسی کو زبردستی مسلمان بنایا گیا ہو۔ یا اسلام لانے پر مجبور کیا گیا ہو۔

اس کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کے کلام سے بھی غلط فہمی ڈالنے کی کوشش ناکام کی گئی ہے اسکے لئے ایک علیحدہ مضمون کی ضرورت ہے جو پھر کسی وقت ہدیہ ناظرین ہوگا۔ فی الحال مختصر اتنا لکھے دیتا ہوں کہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۲ پر جو حضورؑ نے لکھا ہے کہ مصر کے ملک پر طرح طرح آفات نازل ہوئیں تو اسکا سبب بھی بتا دیا ہے کہ حضرت موسیٰؑ کی تکذیب کی وجہ سے۔ پس آفات کا نزول تکذیب کی سزا میں ہے۔ اور قومی گناہوں کے عوض قومی عذاب آتے ہیں۔ مصریوں کے پلوٹھے مارے گئے۔ تو مرنے والوں کو عذاب مقصود نہیں بلکہ جن کے وہ پلوٹھے تھے ان کو انتباہ مقصود تھا تا وہ دنیا پرستی اور گناہ آلود زندگی چھوڑ کر۔ نیکی و امن کی طرف متوجہ ہوں۔ بچوں پر تو رحم کیا گیا کہ انہیں ان شریروں کے بُرے اثر سے بچا لیا۔ ورنہ وہ بھی ان کی تربیت میں ایسے ہی ہوتے۔

(۲) حضرت عیسیٰؑ کو صلیب دینے والے بچے رہے اور چالیس سال بعد عذاب آیا تو یہ خدا تعالےٰ کے حلم اور تحمل کا ثبوت ہے۔ جو اتنی مدّت اس قوم کو مُہلت دی۔ یہ سب قومی گناہوں اور قومی عذابوں کا ذکر ہے شخصی گناہ اور ان کی سزا انفرادی حالت میں ساتھ ساتھ ہی ملتی رہتی ہے۔ (۳) بے شک یہودیوں کو قتل کیا گیا۔ مگر جس واقعہ کی طرف حضرت مسیح موعودؑ نے اشارہ فرمایا ہے وہ ایک پولیٹکل جُرم تھا اور خود انہی کے مسلّمہ منصف نے یہ فیصلہ دیا۔ کہ ان کے جنگجو مرد قتل کیئے جائیں۔ یہ کہنا کہ وہ توحید پر ایمان رکھتے تھے صحیح نہیں کیونکہ توحید کا حقیقی علم رسول ہی کے ذریعے ہوتا ہے۔ خدا کا فرستادہ جو خدا کی مرضی سے اطلاع دینے والا تھا اس سے آمادۂ پیکار ہونا بتا رہا ہے کہ وہ سچے خدا پر ایمان نہیں لائے۔ پس ان واقعات سے جو نتائج آپ نے نکالے وہ بالکل غلط ہیں۔

Digitized by Khilafat Library

ا۔ صرف مذہبی اختلاف کی وجہ سے آنحضرتؐ نے لڑائیاں نہیں کیں اور نہ صرف اختلاف رائے کی وجہ سے ایک ہی دن میں کئی ہزار یہودیوں کا قتل کیا۔ اور نہ بے گناہوں کا ہولناک کشت و خون ہوا۔ یہ جو کچھ ہوا اللہ پر ایمان نہ لانے کا نتیجہ تھا جو لامحالہ ان قوموں کو بھگتنا تھا۔

آپ حضرت مسیح موعودؑ کی ایک دعا سے نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ آپنے نبی تسلیم نہ کرنے والوں کی تباہی کے لئے دعائیں کی ہیں۔ حالانکہ اصل الفاظ آپنے یہ نقل کیئے ہیں "اے میرے خدا جو شخص نیک راہ اور نیک کام کا دشمن ہے اور فساد کرتا ہے اسکو پکڑ۔ اور طاعون کا عذاب نازل کر" فرمائیے جناب! یہ دعا امن قائم کرنے اور فساد کو مٹانے کے لئے ہے؟ یا بیگناہوں کی ہلاکت کے لئے۔ اس سے تو ہماری تائید ہوتی ہے۔

اور یہ جو آپ کا سوال ہے کہ جو مرزا صاحب کے نام تک سے واقف نہیں انہیں کیوں عذاب ہوا۔ تو جواب یہ ہے کہ عذاب ان مختلف گناہوں اور شرارتوں کی سزا ہے جن میں دنیا کے فرزند گرفتار تھے۔ خدا کا فرستادہ آکر اتمام حجت کر دیتا ہے اور اسکے بعد عذاب شروع ہوتا ہے۔ فی الحال اسی پر اکتفا کی جاتی ہے۔

Digitized by Khilafat Library

تردید کفّارہ

دنیا میں دو قسم کے عقائد ہوا کرتے ہیں۔ مدلل اور معقول دوسرے غیر معقول اور وہمی۔ سو مسئلہ کفارہ بھی مسائل وہمیہ میں سے ایک ہے۔

عیسائی صاحبان کا یہ عقیدہ اور ایمان ہے۔ کہ یسوع ناصری دنیا کے لئے ابن اللہ ہو کر آیا اور انسانوں کا منجی بنا۔ لیکن اس کی نجات کا طریقہ نہایت ہی عجیب و غریب ہے۔ وہ یہ کہ خدا باپ کو چونکہ عدل کا پاس کرنا ضروری تھا۔ اور ادھر انسانوں کا اس کے اوامر اور نواہی کے مطابق عمل کر کے نجات پانا محال تھا۔ لہٰذا اس نے اپنا عدل قائم رکھنے کے لئے اپنے چہیتے بیٹے کو انسانی گندگی اور آلودگی میں ملوّث کیا۔ اور غیر محتاج کو محتاج کامل کر دیا۔ حتّٰی کہ ایک دن وہ اس جہان سے رخصت ہوا۔ اور دنیا کی ذلّت و رسوائی کے علاوہ اس نے بقول بائیبل ملعون و رجیم بننا گوارا کیا تاکسی طرح انسانوں کو اپنے گناہوں کا خمیازہ نہ بھگتنا پڑے۔ گو یہ مسئلہ ایک ظاہر بین کی نظر میں خالق و مخلوق کے رابطۂ اتحاد کو مضبوط اور وثوق کرنیوالا ہو۔ لیکن حقیقت شناس

اصحاب جانتے ہیں۔ کہ اس کا مقصد عظمیٰ یعنی عدل تو پھر بھی نہ ہُوا کیونکہ جب اس نے بے گناہ بیٹے کو تمام افراد کے گناہوں کا وارث کیا۔ تو وہ عادل کیسے ٹھیرا بلکہ وہ تو ظالم ٹھیرا۔ اور اس طرح تو پھر عدل کے علاوہ رحم کو بھی خیرباد کہنا پڑا۔ کیونکہ جو اپنے لخت جگر اور نور چشم پر جور و ستم کرنے سے بھی نہیں چوکتا تو وہ دوسروں پر کیا رحم کریگا۔ اور اس سے کس رحم کی امید کی جاسکتی ہے۔ کیونکہ جس نے اپنے اکلوتے پر ظلم کیا تو یقیناً وہ دوسروں پر بھی ظلم کریگا۔ خیر یہ سب باتیں تو اس صورت میں تھیں جب فی الواقع یسوع کفارہ ہوجاتا۔ لیکن یہاں تو کچھ اور ہی معاملہ ہے۔ کیونکہ اوّل تو یسوع نے اپنے "نیک" ہونے سے بھی انکار کیا۔ اور اپنے آپکو انسان بتایا ہے۔ (متی ۱۶/۱۳ و ۱۱/۱۹ لوقا ۶/۵ مرقس ۲/۲۸) اور پھر اپنی صلیبی موت سے جو کہ مدار کفارہ ہے۔ بدیں الفاظ انکار کیا "اس زمانے کے بُرے اور زناکار لوگ نشان طلب کرتے ہیں۔ مگر یونس نبی کے نشان کے سوا کوئی اور نشان ان کو نہ دیا جائیگا۔" (متی ۱۲/۳۹) پس اوّل تو انسان کو اُلوہیت کا جامہ پہنانا زیادتی ہے۔ پھر ایک فرستادۂ حق کی پیشگوئی کو جھٹلانا جو بایں الفاظ ہے۔ "پھر خداوند نے ایک بڑی مچھلی مقرر کر رکھی تھی۔ کہ یوناہ کو نگل جاوے اور یوناہ تین دن رات مچھلی کے پیٹ میں رہا۔ تب یوناہ نے مچھلی کے پیٹ میں خداوند اپنے خدا سے دعا مانگی" یوناہ ۱/۱۷ تا ۲/۲۔ مچھلی کے پیٹ میں دعا مانگنا بتاتا ہے۔ کہ یونسؑ مچھلی کے پیٹ میں زندہ داخل ہوئے اور زندہ رہے۔ پس یسوع کی پیشگوئی بھی جب ہی درست ثابت ہوسکتی ہے کہ جب یسوع بھی اپنے مقبرہ میں زندہ جاوے۔ اور زندہ نکل آوے۔ لہٰذا جب یسوع اپنی اُلوہیت سے انکاری اور صلیبی موت سے منکر ہے تو کفارہ کا مسئلہ خود بخود باطل ہوگیا۔

کفّارہ کا ابطال

کفارہ کی علت غائی کیا ہے اس کا جواب ایشیائی عیسائی بالعموم یہ دیا کرتے ہیں کہ ہمارے گناہوں سے باز پُرس نہ ہوگی۔ لیکن جب ان سے یہ پوچھا جائے کہ یہ کونسا قاعدہ ہے۔ بکر کے دوائی کھا لینے سے زید کا پیٹ درد دُور ہوجائے۔ اور پھر جب گناہ کا نتیجہ خدا تعالیٰ سے بُعد ہے اور جس نے سارے جہان کے گناہوں کا بوجھ اُٹھایا اس کا خدا سے بُعد لازمی ہے۔ اور بجائے دوسروں کو نجات دینے کے خود اسکی اپنی نجات معرض خطر میں پڑتی ہے تو انکے مُنہ پر مُہر سکوت لگ جاتی ہے اور دم بخود ہوجاتے ہیں۔ لیکن ایک اور گروہ عیسائیوں کا ایسا بھی ہے۔ جو اپنے آپ کو محقق کہتا ہے۔ ان کا خیال ہے۔ کہ چونکہ فطرتاً اور طبعاً ہر مولود اپنے اپنے والد کے نقش و نگار لیتا ہے۔ اسی طرح وہ گناہ بھی یعنی اس کا مادہ اور اس کی طرف میلان بھی اپنے اندر بطور ورثۂ پدری کے لیتا ہے۔ تو اب یسوع کے کفارہ پر ایمان لانا ایمان لانیوالے کے

اس میلان کو دُور کر دیتا ہے۔ تو اس پر ہمارا سوال ہے۔ کہ دنیا میں سب اشیاء جو علت و معلول یا سبب و مسبب کے سلسلہ میں منسلک ہیں۔ وہ ایسی ہیں۔ کہ ایک کے ساتھ دوسرا لازم و ملزوم ہوتا ہے۔ مثلاً کہینگے کہ اب کے ارزانی ہوگی کیونکہ بارش عین موقعہ پر ہوئی ہے۔ لیکن یہ کبھی نہیں کہیں گے۔ کہ امسال غلہ سستا ہوگا کیونکہ زید نے کتاب پڑھ لی۔ کیونکہ کتاب پڑھنے کا غلہ کے سستے ہونے پر کوئی اثر نہیں اور نہ ان کا آپس میں کوئی جوڑ اور تعلق ہے اسی طرح ہم کہتے ہیں۔ کہ میلان گناہ کے محو ہونے اور یسوع کی مصلوبیت میں کوئی رابطہ نہیں۔ بلکہ ایسی ہی بات ہے۔ جیسے کوئی کہے۔ کہ خلاں کی بھینس تندرست ہوگئی۔ کیونکہ زید کا بیٹا مر گیا ہے۔ پس موت یسوع کے ساتھ میلان اثم کا دفیعہ بے تعلق ہونے کے باعث باطل اور فاسد ہے۔

کفارہ کون ہوا؟ مسئلہ کفارہ پر سب سے پہلا اعتراض یہ ہے۔ کہ کفارہ کون ہوا۔ آیا یسوع کی الوہیت کفارہ ہوئی یا انسانیت۔ اگر کہو الوہیت تو کہا جائیگا۔ کہ کیا اللہ بھی مر سکتا ہے۔ اور اگر کہو انسانیت تو صاف ظاہر ہے۔ کہ پدری وراثت کے لحاظ سے بائیبل کا فلسفہ یسوع کو زیادہ گناہ گار بناتا ہے۔ کیونکہ صرف عورت سے پیدا ہوا۔ اور دیگر انسانوں کی نسبت اس میں کوئی ممتاز فرق نہیں بلکہ سب کی طرح کھاتا پیتا اور سوتا تھکتا اور بھولتا تھا اور سب لوازمات بشریہ اسے لاحق تھے۔ اور ایک انسان سارے جہان کے انسانوں کے مقابلہ میں کفارہ نہیں ہو سکتا۔ پس ہر دو صورتوں میں کفارہ باطل ہے +

گناہ کی سزا آدم علیہ السلام اور حوا علیہا الرحمۃ کے گناہ پر اللہ تعالیٰ نے توریت میں یہ سزا بیان فرمائی ہے۔ کہ اے مرد تو اپنے پسینے کی کمائی سے روٹی کھائیگا۔ اور اے عورت تو دردِ زہ سے بچہ جنے گی۔ تو اب اگر کفارہ سچ ہوتا۔ تو کم سے کم یسوعیوں کے مرد پسینے کی کمائی سے روٹی نہ کھاتے اور ان کی عورتیں دردِ زہ سے بچے نہ جنتیں۔ تب تو کہا جا سکتا تھا۔ کہ یسوع کفارہ ہوگیا۔ کیونکہ گناہ کی سزا جاتی رہی۔ لیکن چونکہ مشاہدہ اسکے برخلاف ہے اسلئے باطل اور بے اثر کفارہ پر ایمان رکھنا غلطی ہے۔ کم سے کم مومنین یسوع سے طاقت و میلان گناہ ہی سلب ہو جاتا۔ اور وہ گناہ نہ کرتے۔ حالانکہ مشاہدہ اسکے برعکس ہے +

Digitized by Khilafat Library

کفارہ سے ایک اور ظلم پھر اگر بالفرض کفارہ درست بھی ہوتا۔ اور اسی پر نجات کا انحصار ہوتا جیسا کہ یسوع کے پیروان کا عقیدہ ہے۔ اور اسکے بغیر نجات

ایک ناممکن امر ہوتا۔ تو خدا تعالیٰ یسوع کو ابتدائے آفرینش ہی میں بھیج کر بنا تا تا کہ سب بنی نوع انسان کیلئے یکساں باب نجات مہیا ہوتا۔ لیکن خدا تعالیٰ کا ایسا نہ کرنا بلکہ زمانہ دراز تک لوگوں کو اس نعمت غیر مترقبہ سے (بزعم نصاریٰ) محروم رکھنا دو ہی نتیجے پیدا کرتا ہے۔

اوّل یا تو خدا (نعوذ باللہ من ذالک) سب بنی نوع انسان کو ایک آنکھ سے نہیں دیکھتا۔ بلکہ بعض پر ظلم اور بعض کی بے جا رعایت کرتا ہے۔

(۲) یا پھر کفارہ ہے ہی باطل۔

پہلی صورت تو بالاتفاق باطل ہے۔ اس لئے اب چارو ناچار شکل ثانی ہی تسلیم کرنی پڑیگی و ہو المراد۔

یسوع کی آمد ثانی اور کفّارہ

پھر اگر کفّارہ درست ہوتا۔ تو یسوع کو کیا مشکل پیش آئی تھی۔ کہ وہ الوہیت کے ماتحت سے دست بردار ہو کر پھر دوبارہ اس تنگ و تاریک دنیا میں آوے۔ کیا وہ پھر دوبارہ صلیبی موت قبول کریگا۔ یا صرف اشاعت مسئلہ کفارہ کے لئے آئیگا۔ دونو صورتیں قابل اعتراض ہیں۔

دوبارہ صلیبی موت قبول کرنا پہلے فعل کو ناقص اور باطل ٹھیراتا ہے۔ اور اشاعت تو پیرو ہی کر سکتے ہیں۔ اسکے لئے خداوند کے آنیکی ضرورت نہیں۔ حالانکہ انجیل میں بڑی شدّ و مد سے دعویٰ ہے۔ کہ یسوع آئے گا ✤ خاکسار الہ دتا جالندھری

آریوں سے پیش مطالبات

(۱) الہام کرنا اگر اچھا گُن ہے۔ تو آریہ لوگ پرمیشر کے فی زمانہ کلام کرنے سے کیوں انکاری ہیں۔ اگر کہو کہ مکمل کتاب نازل ہو چکی ہے۔ تو سوال ہوتا ہے۔ کہ اس کتاب کے رموز و اسرار کیونکر حل ہونگے۔ جب تک خود وہ ذات بیچگون اپنے کلام کو نہ سمجھائے۔ کون ہے جو اسکے دقائق کو پا سکے۔ اس لئے باوجود مکمل کتاب کے بھی الہام الٰہی ضروری اور لابدی ہے۔ ورنہ آریہ سماج کوئی معقول وجہ بیان کرے۔

Digitized by Khilafat Library

(۲) ویدوں کے چار رشیوں پر نازل ہونے میں کیا حکمت ہے۔ اور رشی کیا ایک دوسرے سے بڑھتے تھے۔ یا یونہی ناقص عالم ہی رحلت کر جاتے تھے۔ یا وید چار نہیں بلکہ صرف ایک ہی ہے۔ اگر ایک ہے تو وہ کونسا۔ اور اگر چار ہیں۔ تو کیا وہ چاروں فی ذاتہ مکمل ہیں یا ناقص

اگر ہر ایک مکمل ہے۔ اور نجات اخروی کے لئے کافی ہے۔ تو باقی تین لغو۔ اور اگر ناقص ہے۔ تو اس سے رشیوں کا ناقص ہونا لازم آتا ہے۔

(۳) کیا آریوں کا پرمیشر کوئی گناہ معاف کر سکتا ہے۔ اور کرتا ہے۔ اگر نہیں۔ تو وہ انسان پر ظلم کرتا ہے کیونکہ اس نے خود ہی انسان کو کمزور پیدا کیا تھا۔ اور نیز اسی سے اس پر بے مروتی و بد اخلاقی کا الزام عائد ہوتا ہے۔ اور اگر کرتا ہے۔ تو اس سے اس کا آریوں کا قائم کردہ عدل باطل ہوتا ہے اور مسئلہ تناسخ غلط۔

Digitized by Khilafat Library

(۴) اگر مسئلہ تناسخ درست ہے تو پھر نجات محال ہے۔ کیونکہ نجات کا انحصار اس بات پر ہے۔ کہ انسان ایک بھی گناہ نہ کرے۔ اور گناہوں کا علم ویدوں سے ہوتا ہے۔ اور بقول رشی دیانند صاحب ویدوں کا گیان انسان کو ۳۶ یا ۴۸ سال میں حاصل ہوتا ہے۔ تو اس سے پیشتر جو گناہ ہونگے۔ ان کا خمیازہ اس کو بھگتنا پڑیگا۔ علیٰ ہذا القیاس ہر دفعہ ایسا ہی ہوگا۔ اور مکتی ایک واہمہ اور وسوسہ سے زیادہ حقیقت نہیں رکھیگی۔

(۵) انسان کی زندگی کا مدار جن اشیاء پر ہے۔ ان کی پیدائش انسان کی پیدائش سے پیشتر ضروری ہے۔ ورنہ انسان کی زندگی محال ہے۔ اور جب وہ چیزیں انسان کے عمل بلکہ اس کی پیدائش سے بھی پہلے ہی پیدا ہوئیں۔ تو بتانا چاہیئے۔ کہ کیا وہ کسی انسان کے اعمال کے بدلہ میں پیدا کی گئیں۔ جب نہیں۔ تو معلوم ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ بغیر انسان کے اعمال کے بھی احسان کرتا ہے۔ اس بات سے تناسخ کا سارا تانا بانا اُدھڑ جاتا ہے۔ کیونکہ جب اللہ تعالیٰ بغیر کسی انسان کے اعمال کے نعمتیں دیتا ہے۔ تو خواہ مخواہ اس کو تنگ ظرف ماننا غلط ہے۔

(۶) اگر دنیاوی اختلافات تناسخ کا نتیجہ ہیں۔ تو پرمیشر اور جیو (روح) کا اختلاف کس بناء پر ہے۔

(۷) ایشور نے جب روح و مادہ کو جوڑا۔ تو اس وقت جو انسان پیدا کیئے گئے۔ وہ کیوں اور کن اعمال کے بدلہ انسانی جون میں پیدا کیئے گئے۔ اگر بلا کسی اعمال کے تو اب تناسخ کا بیجا مسئلہ کیوں گھڑا جاتا ہے۔

(۸) ویدوں کے نزول کیلئے ہمیشہ سے چار رشی ہی کیوں مخصوص کیئے جاتے ہیں۔ معقول وجہ ہو

(۹) اگر مختلف جونوں میں جو جیو آتے ہیں۔ وہ اپنے گناہ کی سزا بھگت رہے ہیں۔ تو پھر گوشت خوری کو جیو ہنتیا کہنا سخت ناانصافی ہے۔ کیونکہ اس میں تو ان جانوروں پر حد درجہ کا رحم ہے جس سے بڑھ کر کوئی رحم نہیں ہو سکتا۔

(۱۰) قاعدہ کی بات ہے۔ کہ ہمیشہ سزا اس بات کے لئے دی جاتی ہے۔ کہ سزا یافتہ کو اپنے اعمال کا احساس ہو۔ لیکن اگر یہ مزعومہ سزا ایک گھوڑا۔ گدھا۔ بکرا وغیرہ محسوس ہی نہیں کرتے۔ اور ہرن اور دیگر جنگلی جانور جو اپنی زندگی پر ہیں۔ ان سے تو سزا کی غرض ہی پوری نہیں ہوتی۔ تو ایسی سزا کا کیا فائدہ اور پھر یہ عجیب سزا ہے۔ کہ ایک شیر کو اس کا قالب سزا کے طور پر دیا گیا ہے لیکن وہ دن رات دیگر جانوروں کو پھاڑتا اور ان پر حکمرانی کرتا ہے۔

(۱۱) اگر یہ مختلف جانور دراصل انسان ہیں۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ ان کو ان کے جرموں سے مطلع نہیں کیا جاتا۔ کیونکہ کوئی سزا سزا نہیں بن سکتی۔ جب تک اس میں جرم کا پتہ نہ ہو۔

(۱۲) اگر دنیا کا سارا کارخانہ اعمال کے مطابق ہی جاری ہے۔ تو پھر جو بھی حکومتیں ہیں۔ وہ ان کے اعمال کے بدلہ میں ہیں۔ تو کیا آریہ سماج حکومت برطانیہ کے برخلاف ایجی ٹیشن کرکے ایشور کو یاددہانی کرانی چاہتی ہے۔ یا اس کے حکم کو بدلنا چاہتی ہے۔

(۱۳) اگر روح و مادہ کے جوڑنے کے لئے ایشور کی ضرورت ہے۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ ان کی ذاتی اوصاف کے پیدا کرنے کے لئے ایشور کی حاجت نہ ہوئی۔

(۱۴) جب روح چیتن ہے۔ تو تناسخ درست ہونے کے باوجود کیا وجہ ہے۔ کہ اس کو اپنے پہلے قالب تک کا نام بھی یاد نہیں۔

(۱۵) اگر روح و مادہ خود بخود اور قائم بالذات ہیں۔ تو وہ ایشور کے ماتحت کیوں ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے لئے اپنے غیر پر ملک کی صرف ایک ہی وجہ یعنی خلق ہے۔ اور روح و مادہ میں بقول آریہ سماج وہ بھی موجود نہیں۔ تو اب بتایا جاوے۔ کہ خدا ان ہر دو کا مالک کیوں اور کس وجہ سے ہے۔

Digitized by Khilafat Library

(۱۶) اگر روح و مادہ غیر مخلوق ہیں۔ تو پرمیشر کو غیب دانی سے بھی جواب دینا پڑیگا۔ یا کم از کم ناقص عالم ماننا پڑیگا۔ کیونکہ علم کامل اور قدرت کامل خلق کی متقاضی ہیں۔ جب ایشور کو روح و مادہ کا علم کامل اور ان پر قدرت کامل ہے۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ وہ ان کا خالق نہیں۔

(۱۷) اگر تناسخ درست مانا جائے تو دنیا کا سلسلہ کاروبار تباہ ہوتا ہے اور رشتہ داری قائم کرنے میں بہت دقت و ندامت کا سامنا ہے ایک جنم میں۔ جو کسی قائل تناسخ کی بیوی ہے وہ بہت ممکن ہے کہ اس کی ماں ہو۔

(۱۸) اگر تناسخ درست ہے۔ تو دعا بے فائدہ ٹھیرتی ہے۔ کیونکہ جو ہوتا ہے۔ وہ تو اعمال کے نتیجہ میں

حالانکہ ویدوں میں بے شمار دعائیں موجود ہیں۔

(۱۹) تناسخ کے ماننے سے ایشور سے محبت نہیں ہو سکتی کیونکہ ہم جانتے ہیں۔ کہ وہ ہمارے گناہ معاف نہیں کریگا اور کوئی انعام غیر ہم کو دیگا نہیں۔ اور حسن اس کا ایسا ہے۔ کہ روح و مادہ کو بھی پیدا نہیں کر سکتا۔ تو کس وجہ سے اس سے محبت کی جائے۔ وہ تو حسن و احسان دونو سے کورا ہے۔

(۲۰) نجات کا محدود کرنا ایشور کا بندوں پر ظلم ہے۔ کیونکہ اس نیک بندہ کو خود ہی اس نے نیک اعمال سے روکا ہے۔ ورنہ وہ تو ابد الآباد تک ایسا ہی کرنے کا عزم رکھتا تھا جب خود ہی ایشور نے اس کے اعمال کو منقطع کر دیا۔ تو اب کیا وجہ ہے۔ کہ اس کو محدود بدلہ دیا جاتا ہے۔ کیا اپنا عیب چھپانے کے لئے نعوذ باللہ ایسا بیہودہ حیلہ کرتا ہے۔ کہ اعمال محدود ہیں کہ کر اس کو مکتی خانہ سے باہر نکال دیتا ہے ÷ فقط

سلطان القلم کی صداقت

اور

ایک مقلد کی بطالت

ایک صاحب ہیں ملا نظام الدین نام وزیر آباد میں۔ انہوں نے ایک کتاب سلطان الفقہ لکھی ہے اور اس میں بزعم خود ہمارے عقائد کی بھی تردید کی ہے۔ یہ کتاب ہے تو کئی وجوہ سے ناقابل التفات مگر بعض دیہات کے ملانوں کو اس پر ناز ان دیکھ کر کچھ باتوں کا جواب لکھا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

قولہ - مرزا صاحب ہرگز مجدد نہیں کیونکہ مجدد وہ ہو سکتا ہے۔ جسکی لیاقت علمیت و بزرگی کو علماء وقت تسلیم کریں۔ اور مرزا صاحب میں یہ صفت کہاں؟

اقول - اوّل جاننا چاہیئے۔ کہ حضرت مسیح موعود نبی مجدد ہیں۔ اور سب سے مجدد اعظم آنحضرت صلعم تھے۔ کیا بعد دعوئے نبوت آپ کے وقت کے مدعیان علم و فضل نے آپ کی لیاقت علمیت اور بزرگی کو تسلیم کیا؟ کیا کافروں نے یہ نہیں کہا؟ وقال الکافرون ھذا ساحر کذاب (ص - ۱۴)

اور یہ آپکی ہی خصوصیت نہیں تھی۔ بلکہ آپ سے پہلے رسولوں کو بھی اپنے اپنے علماء و بزرگ سمجھنے والوں نے تسلیم نہیں کیا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ فلمّا جاء تھم رُسُلُھُم بالبیّنات فرحوا بما عندھم من العلم (مومن ع ۹) کہ جب ان کے پاس ہماری رسول کھلے دلائل لیکر آئے۔ تو اسوقت کے مدعیان علم و فضل نے اپنے علم پر گھمنڈ کیا۔ اور انکے منکر ہو گئے۔ اس آیت سے معلوم ہوا۔ کہ انبیاء اور رسولوں کو منکرین علماء ہمیشہ یہی کہتے چلے آئے ہیں۔ کہ یہ جاہل ہیں۔ انکو علم و عقل سے کیا واسطہ؟

دوم۔ البتہ دعویٰ سے پہلے کی زندگی کے متعلق لوگوں کی شہادت مطابق آیۃ کریمہ فقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون انبیاءؑ کے حق میں قابل قبول ہو سکتی ہے۔ لہٰذا یہاں دو شہادتیں آپکے دعوے سے پہلے کی زندگی کے متعلق درج کرتا ہوں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ دعویٰ سے پہلے علماء آپکی لیاقت علمیہ اور بزرگی و شرافت کے قائل تھے۔

پہلی شہادت۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ایڈیٹر و کیٹ اہلحدیث براہین احمدیہ پر ریویو کرتے ہوئے اشاعۃ السنۃ نمبر ۶ جلد ۷ صفحہ ۱۶۹ پر تحریر کرتے ہیں:-

"ہماری رائے میں یہ کتاب (براہین احمدیہ مصنفہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب) اس زمانہ میں اور موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے۔ جسکی نظیر آجتک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی اور آئندہ کی خبر نہیں لعل اللہ یحدث بعد ذٰلک امرا۔ اور اس کا مؤلف بھی اسلام کی مالی و جانی و قلمی و لسانی و حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے۔ جسکی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت کم پائی گئی ہے۔ ہمارے ان الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھے تو ہم کو کم سے کم ایک ایسی کتاب بتادے جس میں جملہ فرقہائے مخالفین اسلام خصوصاً فرقہ آریہ و برہم سماج سے اس زور و شور سے مقابلہ پایا جاتا ہے۔ اور دو چار ایسے اشخاص انصار اسلام کی نشان دہی کرے۔ جنہوں نے اسلام کی نصرت مالی و جانی و قلمی و لسانی کے علاوہ حالی نصرت کا بھی بیڑا اٹھالیا ہو۔ اور مخالفین اسلام اور منکرین الہام کے مقابلہ میں مردانہ تحدی کے ساتھ یہ دعویٰ کیا ہو۔ کہ جسکو وجود الہام میں شک ہو وہ ہمارے پاس آکر اس کا تجربہ و مشاہدہ کرلے اور اس تجربہ و مشاہدہ کا اقوام غیر کو مزہ بھی چکھادیا ہو۔"

دوسری شہادت۔ مولوی ثناء اللہ اپنی کتاب تاریخ مرزا کے صہ ۳ پر لکھتا ہے:-

"مرزا صاحب کی زندگی دو حصّوں پر منقسم ہے ایک قبل دعویٰ مسیحیت۔ دوسرا

"بعد دعویٰ مسیحیت پہلے حصے میں مرزا صاحب صرف ایک باکمال مصنف کی صورت میں پیش ہوتے ہیں۔ اور جمہور علماء اسلام انکی تائید پر ہیں"

مذکورہ بالا شاہدوں سے ایک تو زندہ ہے اور دوسرا وفات پا چکا ہے گویا کہ مردوں اور زندوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی علمیت اور بزرگی کی شہادت دیدی۔

سوم۔ آپ کا دعویٰ مسیحیت و مہدویت کا ہے اور آثار سے ثابت ہے۔ کہ آپکے وقت کے وہ علماء جو خوگر تقلید ہیں نہیں مانینگے اور کافر کہینگے۔ اسکے لئے بھی دو شاہد پیش کرتا ہوں۔

پہلی شہادت۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ مکتوب ۵۵ جلد ثانی صفحہ ۱۰۷ پر تحریر فرماتے ہیں

"نزدیک است کہ علمائے ظواہر مجتہدات اور اعلیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ و السلام از کمال دقّت و غموض ماخذ انکار نمائند و مخالف کتاب و سنت دانند"

نزدیک ہے کہ علماء ظواہر حضرت عیسیٰ ع کے اجتہادی مسائل کو بوجہ باریک۔ اور دقیق الماخذ ہونیکے انکار کریں اور مخالف کتاب و سنّت کہیں۔

Digitized by Khilafat Library

دوسری شہادت۔ نواب صدیق حسن خاں صاحب والئے ریاست بھوپال اپنی کتاب حجج الکرامہ صفحہ ۳۶۳ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

"وچوں مہدی علیہ السلام مقاتلہ بر احیائے سُنت و اماتت بدعت فرمائد۔ علماء وقت کہ خوگر تقلید و اقتداء مشائخ و آباء خود باشند گویند ایں مرد خانہ برانداز دین و ملت ماست و بمخالفت برخیزند و بحسب عادت خود حکم بتکفیر و تضلیل وی کنند"

چہارم۔ بہت سے علماء نے جو حقیقی علماء ہیں آپکی لیاقت علمیہ اور بزرگی اور آپکے دعویٰ مسیحیت و مہدویت و نبوت کو تسلیم کیا ہے۔ اور عالم حقیقۃً وہی ہے۔ جسے خدا تعالیٰ تفقہ فی الدین عطا کرے آنحضرت صلعم فرماتے ہیں من یرد اللہ خیرا یفقہہ فی الدین۔

پس اہل دانش خوب سمجھ سکتے ہیں۔ کہ تفقہ فی الدین کن کو حاصل ہے۔ اور کون ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کے دین کی اشاعت کر رہے ہیں۔ کون ہیں؟ جنکے خیمے نئی دُنیا امریکہ میں نصب ہیں کون ہیں؟ جو محض اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے افریقہ کی گرمی کھا رہے ہیں۔ اور کون ہیں؟ جن کے تبلیغی مشن انگلستان۔ آسٹریلیا۔ سیلون اور ماریشس وغیرہ میں قائم ہیں۔ پس تم میں سے عالم ہے کونسا۔

پنجم۔ وہ کونسے مجدد یا بزرگان دین ہیں۔ جن کو لوگوں نے کافر یا بُرے القاب سے ملقب نہیں کیا۔

آپ طبقات الکبریٰ اور تلبیس ابلیس کا مطالعہ کریں۔ تو آپکو معلوم ہوجائیگا۔ کہ سب بڑے بڑے لوگوں کو کافر اور بُرے القاب سے ملقّب کیا گیا ہے۔ حضرت علیؓ کو خوارج نے علانیہ کافر کہا۔ اویسؓ قرنی کا قول ہے کہ مجھ پر بدخدائی کا الزام لگایا۔ حضرت بایزید بسطامی کو سات مرتبہ جلاوطن کیا گیا۔ مولانا عبدالرحمٰن جامی نے لکھا ہے کہ حضرت ابوسلیمان دارانی علماء ظواہر کے فتویٰ سے جلاوطن ہوئے۔ حضرت ذوالنون مصریؒ پر عالموں نے کافر اور زندیق ہونیکا فتویٰ دیا۔ حسین بن حلاج (منصور) پر علماء ظواہر نے کفر اور قتل کا فتویٰ دیا۔ حضرت جنید بغدادی کو کافر اور زندیق قرار دیا۔ اور ابوبکر شبلی علیہ الرحمۃ زنجیروں میں باندھے گئے۔ علامہ عبدالکریم شہرستانی پر علماء نے الحاد کا گمان کیا۔ مولانا عبدالرحمٰن جامی کو رافضی کہا گیا۔ اور امام ابومحمد غزالی علیہ الرحمۃ کو کافر کہا گیا۔

مجددین حضرت محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ کی شان میں وہ الفاظ لکھے گئے۔ اور ایسی بے ادبی سے آپ کا ذکر کیا گیا ہے۔ کہ جسکے اعادہ سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ حضرت شیخ احمدؒ سرہندی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کو کافر قرار دیا گیا اور علماء ہی کے فتویٰ سے اس برگزیدۂ خدا کی ریش مبارک نوچی گئی اور گوالیار کے قلعہ میں قید ہوئے۔ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی پر بھی بدعت اور گمراہی کا الزام لگایا گیا۔ حضرت مرزا جان جاناں بھی مسلمانوں کے ہاتھوں سے شہید ہوئے۔ شیخ محی الدین ابن عربی کے متعلق کفر کا فتویٰ دیا گیا۔ بلکہ حضرات علماء نے تو یہاں تک کہدیا کہ کفرہ اشدّ من کفر الیھود والنصاریٰ اور ابن مصری نے یہ فتویٰ دیا ہے۔ کہ من شك فی کفر طائفۃ ابن عربی فھو کافر۔ کہ جو ابن عربی کے گروہ کے کفر میں بھی شاکی ہے تو وہ بھی کافر ہے۔

ائمہ اربعہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو بھی بعض نے جاہل ٹھیرایا۔ بعض نے بدعتی بنایا بعض نے کفر کی نسبت کی۔ حضرت امام ابوعبداللہ محمدؒ بن ادریس شافعی علیہ الرحمۃ کو اضل من ابلیس کا خطاب دیا گیا۔ امام احمدؒ بن حنبل علیہ الرحمۃ کو گمراہ اور بدعتی کہا گیا۔ اٹھائیس مہینے قید میں رکھا۔ آپکے مُنہ پر تھوکا جاتا اور شام کے وقت کوڑے مارے جاتے۔ امام مالک علیہ الرحمۃ کی ایسی بیدردی سے مُشکیں باندھی گئیں کہ ہاتھ بازو سے اُکھڑ گیا۔

محدثین امام بخاریؒ کو خارج البلد کیا گیا۔ امام نسائی محدث مسجد میں شہید کیے گئے۔ (منقول از شہاب ثاقب رد کفر)

پس ان حضرات علماء کا کسی کو جاہل یا کافر کہنا کیا حیثیت رکھتا ہے۔ جب انکی حیثیت قرآن مجید سے سوائے کے [illegible] نہیں ہوتی۔

حنفیوں سے ہمارے مطالبات

(۱) توضیح مشہور و معروف و مستند کتاب اصول فقہ میں لکھا ہے کہ اذ ثبت فی القرآن ان موسیٰ وعیسیٰ بشّرا بشریعۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم واوجبا الرجوع الیہ عند ظہورہٖ یعنی قرآن میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ اور عیسیٰ نے شریعت محمدی کی بشارت دی اور اسکے ظہور کے وقت اسکی طرف رجوع کو واجب جانا ہے۔ یہ الفاظ بعینہٖ قرآن مجید میں کہاں ہیں؟ ۔(۲) تلویح شرح توضیح میں نکثر لکم الاحادیث بعدی ان الامام ابا عبد اللہ البخاری اورد ھذا الحدیث فی کتابہ امام بخاری نے یہ حدیث اپنی کتاب میں لکھی ہے صحیح البخاری میں اسے دکھلائے۔

Digitized by Khilafat Library

ایک حدیث کا حوالہ

شہادۃ القرآن کی مندرجہ حدیث کہ آسمان سے ندا آئیگی ھذا خلیفۃ اللہ المہدی اسکے لئے ملاحظہ ہو حجج الکرامہ جسمیں بحوالہ ابو نعیم کے الفاظ ابن ماجہ نے نقل کئے ہیں اور حاکم نے مستدرک میں اسے شرط شیخین پر لکھا ہے اور حجج الکرامہ میں اسکے راویوں کے متعلق لکھا ہے اسکے راوی بھی بخاری اور مسلم کے راوی ہیں۔

تیس ۳۰ دجالوں کی پیشگوئی

ایک حدیث پیش کی جاتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میرے بعد تیس ۳۰ دجال آئینگے جو نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرینگے۔

ہمارے کلمہ گو بھائیوں کو دجالوں کا اتنا شوق ہے کہ وہ چودھویں مبارک صدی میں بھی جسمیں روز ازل سے ایک نبی صادق کا آنا مقدر تھا۔ ایک دجال ہی مانگتے ہیں حالانکہ سلف صالحین کے بزرگ یہ فیصلہ کر چکے ہیں کہ یہ پیشگوئی پوری ہو چکی ہے۔ چنانچہ صحیح مسلم کی شرح اکمال۔ اکمال المعلم اور مواہب لدنیہ میں اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا کھلا کھلا بیان ہے۔

علامہ ابن حزم کیا کہتے ہیں

وما صلبوہ ولکن شبہ لھم کے معنی آجکل کے مُلّاں کرتے ہیں۔ کہ ایک اور شخص حضرت عیسیٰؑ کا ہمشکل بناکر صلیب پر مارا گیا۔ علامہ ابن حزم اپنی کتاب الملل والنحل صفحہ ۶۹ مطبوعہ مصر میں اعتراض کرتے ہیں۔ لو امکن ان یشبہ ذالک علی ذی حاسۃ مسلمۃ لبطلت النبوات کلھا اذ لعلھا شبھت علی الحواس السلیمۃ۔ یعنی اگر ایسا ہو سکتا ہے تو پھر سب نبوتیں ہی باطل ہو جاتی ہیں۔

سنت سلاجیت عہ تولہ
مباحثہ سرگودھ ۲ر
مباحثہ بمبئی ۲ر
مرزا احمد بیگ والی پیشگوئی مکمل ۲ر

حضرت علی کی رائے شیخین کے بارے میں

اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفےٰ کے اصحاب کی یہ علامت بیان کی ہے۔ اشداء علی الکفار رحماء بینھم۔ محمد اللہ کا رسول ہے اور جو لوگ ہمراہ اسکے ہیں سخت دل اوپر کافروں کے اور مہربان و نرم دل آپنے درمیان۔ (تفسیر عمدۃ البیان صفحہ ۲۷۶ مفسرہ سید عمار علی شیعہ)

اب حضرت علی کا مناقشہ حضرات شیخین سے جتانا ان کے اخلاص پر حملہ کرنا ہے

تمام تاریخیں اس بات کی شہادت دیتی ہیں۔ کہ حضرت علیؓ کے شیخین ہمیشہ مداح رہے اور شیخین حضرت علیؓ کے۔ یہ تینوں باہم شیر و شکر تھے اور انہیں کبھی کسی قسم کا اختلاف نہ تھا۔ جوں جوں زمانہ گذرتا گیا اور اسلامی یکجہتی اور اتفاق کا پیرہن چاک ہوتا گیا۔ قومی دشمنی بڑھتی گئی۔ بڑھتے بڑھتے اس نے سخت تعصب کا جامہ پہن لیا اور ہزارہا طوفان بنا کے کھڑے کر دیئے۔ ایک ہی کتاب میں ایک جگہ شیخین کی تعریف ہو رہی ہے اور اسی کتاب میں دوسری جگہ حضرت علیؓ سے گالیاں دلوائی جا رہی ہیں۔

Digitized by Khilafat Library

کتاب قرۃ العین میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا یہ قول درج ہے۔ جو آپ نے خطبہ میں پڑھا تھا:۔

وعن ابراھیم النخعی قال ضرب علقمہ بن قیس۔ ھذا المنبر وقال خطبنا علیؓ علی ھذا المنبر۔ فحمد اللہ و اثنی علیہ وذکر ماشاء اللہ ان یذکر۔ وقال ان خیر الناس بعد محمد رسول اللہ ابوبکر ثم عمر (اخرجہ احمد) ابراہیم نخعی سے روایت ہے کہ علقمہ بن قیس نے منبر پر (سامعین کو متوجہ کرنے کے لئے) ضرب لگا کر کہا۔ کہ محمد رسول اللہ صلعم کے بعد خیر الناس ابوبکر ہے پھر عمر۔ اس جملہ سے ظاہر ہے کہ حضرت علیؓ کو شیخین سے کتنی محبت تھی اور آپ انہیں کیسا بزرگ سمجھتے تھے۔ پس جو روایات باہمی دشمنی کی بیان کی گئی ہیں یہ سب فرقۂ مخالف کے فتنہ پردازوں کی تراشی ہوئی ہیں۔ ان بزرگوں میں باہم دشمنی کا نام تک نہ تھا وہ تو آپس میں بھائیوں کی طرح زندگی بسر کرتے تھے۔ شیعہ محدثین کی ایک جماعت یہ روایت بیان کرتی ہے کہ ایک شخص نے جناب امام سے دریافت کیا کہ شیخین کی نسبت آپ کی کیا رائے ہے آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ میں انہیں دوست رکھتا ہوں۔ سائل نے جواب دیا کہ آپ کی نسبت لوگوں کا یہ خیال ہے۔ کہ آپ محض تقیہ سے ایسا سمجھتے ہیں۔ یعنی ڈر کے مارے شیخین کی تعریف کرتے ہیں

حضرت امام نے جوش میں آ کے جواب دیا کہ زندگی سے ڈرنا چاہیئے موت سے ڈرنے کی کوئی وجہ نہیں پھر آپ ہشام بن عبدالملک خلیفہ کو برا بھلا کہنے لگے اور فرمایا اگر میں خوف کرتا تو اس شخص سے کرتا جو صاحب حکومت ہے۔ جب میں اسے برملا برا کہہ رہا ہوں تو شیخین سے جن کی وفات ہو چکی ہے کیا تقیہ کروں گا۔

Digitized by Khilafat Library

اس روایت سے چند نتیجے نکلے:۔

۱۔ تقیہ کوئی چیز نہیں۔ نہ سنت علیؓ ہے۔

۲۔ حضرت علیؓ۔ شیخین کو دوست رکھتے تھے۔

۳۔ امیر المؤمنینؓ نے تقیہ جائز نہیں رکھا۔

پس اس قسم کی روایات کہ قال ابو عبد اللہ علیہ السلام یا ابا عمیر ان تسعۃ اعشار الدین فی التقیۃ۔ کہ دس حصوں میں سے نو حصے دین کے تقیہ میں ہیں۔ (اصول کافی صفحہ ۴۸۲) اور التقیۃ من دینی ودین آبائی۔ لا ایمان لمن لا تقیۃ لہٗ ان معنوں میں جو شیعہ لیتے ہیں۔ غلط محض ہیں۔ اور یہ بالکل صحیح ہے کہ حضرت علیؓ شیخین کی کامل تعظیم فرماتے اور ان کو دوست رکھتے تھے۔ چنانچہ اپنی اولاد کے ناموں میں اپنے دوستوں کی یاد تازہ رکھی۔ دیکھو جلاء العیون جلد ۲ صفحہ ۲۹۴۔ امام حسنؓ کے فرزندوں کا نام بھی ابوبکر و عمر تھا۔ اور امام حسینؓ نے بھی اپنے ایک لڑکے کا نام ابوبکر رکھا۔ اگر اہل بیت کو ان قدسی نفوس سے نفار ہوتا۔ تو اپنی اولاد کا نام ان کے نام پر ہرگز نہ رکھتے۔ شیعوں کی معتبر کتاب اخبار ماتم کے صفحہ ۳۷۴ پر لکھا ہے ابوبکر بن علی بن ابی طالب۔ اور صفحہ ۴۷۴ پر ہے ثم برز من بعدہ اخوہ عمر بن علی۔ پھر لکھا ہے ثم برز من بعدہ عثمان بن علی بن ابی طالب اور لکھا ہے قتل عثمان بن علی علیہ السلام وھو ابن احدی وعشرین سنۃ۔

ان حوالجات سے ظاہر ہے کہ اولاد علی کے نام ابوبکر و عمر و عثمان تھے۔ اگر آپ کو ان اصحاب سے نفرت ہوتی تو کبھی یہ نام نہ رکھتے۔ اہل شیعہ کی کتاب احقاق الحق میں بحث شیخین امام جعفر صادق کا قول ہے:۔

ھما امامان عادلان قاسطان کانا علی الحق وماتا علی الحق رحمھما اللہ یوم القیٰمۃ وہ (ابوبکرؓ و عمرؓ) امام عادل تھے یعنی ابوبکر صدیقؓ و عمر فاروقؓ صاحب انصاف تھے حق پر نادم آخر قائم رہے اللہ تعالیٰ دونوں پر قیامت کے دن رحم کرے۔

شیعہ صاحبان اپنے امام صادق کا قول دیکھیں اور جو کچھ ان باکودہ کے خلاف کہتے ہیں اس پر نظر کریں

اس کے بعد ملاحظہ فرمایئے۔ حضرت امیر المومنین علیؓ بن ابی طالب کے دو خط بنام امیر معاویہ کتاب نہج البلاغۃ صفحہ ۱۸۹ مطبوعہ ایران :-

انّہ بایعنی القوم الذین بایعوا ابابکر و عمر و عثمان علیٰ ما بایعوھم علیہ فلم یکن للشاھد ان یختار ولا للغائب ان یردّ۔ انما الشوریٰ للمھاجرین والانصار فان اجتمعوا علیٰ رجل وسمّوہ اماما کان ذٰلک للّٰہ رضیً فان خرج من امرھم خارج بطعن او بدعۃ ردّوہ الیٰ ما خرج منہ فان ابیٰ قاتلوہ علیٰ اتباعہ غیر سبیل المؤمنین۔

اس قوم نے میری بیعت کی ہے جس نے ابوبکرؓ عمرؓ و عثمانؓ کی بیعت امر خلافت پر کی اب کسی شخص حاضر و غائب کو اختیار نہیں کہ اس امر کو ردّ کرے اور علیحدہ کوئی رستہ اختیار کرے کیونکہ شوریٰ کا حق مہاجرین و انصار کو پہنچتا ہے اگر وہ کسی شخص کو اجتماع سے خلیفہ و امام نامزد کرلیں تو یہ امر عین رضاء الٰہی کے مطابق سمجھا جائیگا۔ اگر کوئی شخص اس معاملہ سے طعن یا جدائی کرکے نکلا۔ تو اسے پھیر کر لاؤ اس امر کی طرف سے جس سے وہ بھاگا۔ اگر انکار کرے تو اس کا مقابلہ کرو۔ کیونکہ وہ سبیل المؤمنین کے خلاف چل رہا ہے۔

دوسرے خط میں لکھتے ہیں :-

Digitized by Khilafat Library

واما ما ذکرت من منازل الخلفاء و فضائلھم فنقول نحن وجدنا افضلھم فی دین اللّٰہ ابابکر العتیق والصدیق ثم عمر فاروق الذی لایخاف فی اللّٰہ لومۃ لائم ثم ذی النورین عثمان الذی یستحی منہ الملٰئکۃ ولعمری ان مکانھم فی الاسلام تعظیم فرحمھم اللّٰہ وجزاھم احسن ما عملوا۔

اے معاویہ جو آپ نے خلفاء کے فضائل و مراتب کا ذکر کیا تو سن لو کہ ہم نے دین اللہ میں افضل ابوبکر صدیقؓ کو پایا پھر عمر فاروقؓ کو جو دین کے احکام کے جاری کرنے میں کسی ملامت کرنیوالے سے نہیں ڈرتے تھے اور پھر ذی النورین عثمان کو جن سے مقرب فرشتے بھی حیا کرتے تھے۔ مجھے اپنی عمر کی قسم کہ اسلام میں ان خلفاء کا بہت بڑا درجہ ہے اللہ کی ان پر رحمت ہو۔ اور اچھا اجر ملے۔

اب بتاؤ۔ کیا کوئی دشمن کی بھی یوں تعریفیں کیا کرتا ہے۔ شیخین کے ایمان میں تشکک لانیوالو۔ ان کی خلافت حقّہ کے منکرو۔ دیکھو اور غور سے پڑھو تمہارے مسلّمہ امام کیا فرمارہے ہیں۔ اور تم کدھر بھٹکے جارہے ہو ؛

کرم حسین شاہ (دو المیال)

ہم اور ہمارے ہم عصر

(۱)

ہمعصر تبلیغ نے عیسائیوں کے تبلیغی طریق کار کی نسبت مفصلہ ذیل معلومات بہم پہنچائی ہیں۔

۱۔ وہ مسلمانوں کے مذہب تاریخ جغرافیہ زبان ادب معاشرت کا مطالعہ کرتے ہیں۔

۲۔ مسلمانوں کی کمزوریوں کا پتہ لگاتے ہیں اور ان کمزوریوں سے استفادہ کر کے مذہب پر شبہ پیدا کرتے ہیں

۳۔ مجالس شوریٰ قائم کر کے اسلامی دنیا کے حالات پر بحث کرتے ہیں اور ان سے مناسبت پیدا کرنیکے طریقے سوچتے ہیں

۴۔ خاص یونیورسٹیاں اور کالج قائم کر کے جہان اسلام کے لئے مخصوص مشنری تیار اور مہیا کرتے ہیں۔

۵۔ جابجا مردانہ اور زنانہ تعلیمی درسگاہیں قائم کرتے ہیں۔ جہاں بائیبل کی باقاعدہ تعلیم دیجاتی ہے۔

۶۔ شفاخانے کھولتے ہیں جہاں پر مریض کے کانوں کو جناب مسیحؑ کے نام سے آشنا کیا جاتا ہے۔

۷۔ مسیحی خاتونیں گھروں میں جا کر لڑکیوں اور عورتوں کو کشیدہ سکھاتی ہیں۔ اور سوئی کی نوک سے انکے معصوم دلوں میں عیسائیت کی خلش پیدا کرتی ہیں۔

Digitized by Khilafat Library

۸۔ رسالے اور اخبار جاری کرتے ہیں۔ جن کو مسلمانوں میں مفت تقسیم کیا جاتا ہے اور ان کے ذریعہ لوگوں کو مسخر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

۹۔ انجیل کے مختلف حصے مختلف زبانوں میں ترجمہ کر کے مفت تقسیم کرتے ہیں۔

۱۰۔ قحط۔ سیلاب اور زلزلہ وغیرہ سے تباہی کی صورت میں امدادی کام جاری کرتے ہیں۔ اور اس طرح مصیبت زدہ دلوں پر عیسائیت کا نقش جماتے ہیں۔

۱۱۔ سلطنت کے اثر اور رسوخ سے کام لیتے ہیں۔ اور اسکے سہارے بیجا اور بیجا موقعہ پر عیسائیت کا حلقہ وسیع کرتے ہیں۔

۱۲۔ ان تمام کی انجام دہی میں وہ اس بات کا خیال رکھتے ہیں۔ کہ (۱) ناگوار اعتراضات نہ کیئے جائیں (۲) اوقات مصیبت میں ہمدردی کا اظہار ہو۔ (۳) ہر کس و ناکس سے نرمی و ملاطفت کا برتاؤ ہو (۴) وعظ و تقریر میں مباحثہ تک نوبت نہ پہنچے۔

ہمارے صیغہ تبلیغ و اشاعت کو ان باتوں کے متعلق حفظ ما تقدم و مدافعت اور جارحانہ مقابلت کا خیال رکھنا چاہیئے۔

(۲)

لنڈن ٹائمز ۔ ہوس آف لارڈز میں ایک مقدمہ کا فیصلہ ہوا ہے۔ جس میں ایک عورت نے اپنے خاوند سے طلاق کے لئے درخواست کی تھی۔ مگر چونکہ وہ اپنے خاوند کا کسی دوسری عورت سے

ناجائز تعلق (زنا) ثابت نہیں کر سکی اسلئے خلع نہیں ہو سکا۔ اسپر لنڈن ٹائمز تمام صورت حالات پر تبصرہ کرتا ہوا لکھتا ہے:۔

"سمجھ میں نہیں آتا کہ ایک عورت کو ایک ایسے مرد کے ساتھ جو کسی ایسی بیماری کی وجہ سے جس کا علم نکاح کے وقت نہ تھا تندرست اولاد کا باپ نہیں بن سکتا۔ باندھ دینے میں کیونٹی کو کونسے مفاد حاصل ہیں"۔

برطانیہ کی اعلیٰ عدالت کے جج نے یہ حسرت ناک الفاظ لکھے ہیں:۔

یہ ایک نہایت افسوس ناک بات ہے کہ اسے زندگی بھر کے لئے ایک ایسے خطرناک ظالم اور پرلے درجے کے دیوانہ شخص کے ساتھ اسطرح سے باندھ دیا جائے۔ اور سالہا سال تک جسمانی اور روحانی ہر دو مصائب اسکی غیر وفاداری اور ظلم کی وجہ سے اُٹھانے کے بعد بھی اسے قید رکھا گیا۔ ××× بیوی کے متعلق یہ جان لینا ضروری ہے کہ آئندہ پھر سالہا سال تک سوائے اسکے کہ موت یا خاوند کو اٹھالے یا بیوی کو اسکے پنجے سے چھڑا دے اسے ایک تنہائی کی زندگی بسر کرنی ہوگی جس سے وہ محض اخلاقی قانون کو توڑ کر ہی نکل سکتی ہے (ارتکاب زنا) بعض لوگوں کو یہ ایک بہت بُری بات بلکہ غیر انسانی نتیجہ معلوم ہوگا لیکن اسکو کیا کیجئے کہ یہی انگلستان کا قانون ہے"۔

اس واویلا سے ظاہر ہے کہ انشاء اللہ وہ وقت قریب ہے۔ جو اسلامی مسئلہ طلاق و خلع پر اعتراض کرنیوالا یورپ ان اصولوں پر اپنے تعلقات ازدواج کی بنیاد رکھیگا جو آج سے تیرہ سو سال پیشتر عرب کے امی نبی نے وحی الٰہی سے بیان کئے۔

Digitized by Khilafat Library

قرآن مجید نے امسك عليك زوجك اور عاشروهن بالمعروف سے طلاق سے منع کیا۔ لیکن وجوہات طلاق کو میاں بی بی پر چھوڑ دیا۔ ہاں یہ حکم دیا ہے کہ وان خفتم شقاق بينهما فابعثوا حكما من اهله وحكما من اهلها ان يريدا اصلاحا يوفق الله بينهما۔ میاں بی بی کے خاندان سے دو حکم مقرر ہوں۔ وہ فیصلہ دیں اگر اسپر بھی مصالحت نہ ہو تو طلاق دی جا سکتی ہے یا خلع کرایا جا سکتا ہے۔ طلاق کے لئے تین طہر کی مہلت ہے تاکہ اچھی سوچ سمجھ کر سب کارروائی ہو۔ یہ پاکیزہ حکم کل قوموں کا دستور العمل بنے گا۔

(۳)

بمبئی کرانیکل لکھتا ہے کہ ایک ماہر سیاست ایم فیلیکی رولی نام نے مشرق ادنیٰ کے مسائل پر طویل مراسلہ شائع کیا ہے اور اس میں رقمطراز ہے:۔

"کہ امریکہ میں دنیائے اسلام کے متعلق جو غلط فہمیاں پھیلی ہوئی ہیں۔ ان سے نہایت خطرناک نتائج کے رونما ہونے کا اندیشہ ہے اور اس کا علاج صرف یہ ہے کہ روشن خیال مسلمانوں کا ایک وفد امریکہ بھیجدیا جائے۔ کہ کانگریس سینیٹ اور حکومت واشنگٹن سے عمدہ تعلقات پیدا کرنے کی کوشش کرے تاکہ اخلاقی اور روحانی اثر کے استعمال سے مسلمانوں کی قوم امریکہ سے قریب تر ہو جائے۔ ×××× سخت ضرورت ہے کہ بڑی بڑی یونیورسٹیوں میں اسلامی تمدن اور اسلامی آئین کی تاریخ پڑھانیکے لئے پروفیسر مقرر کئے جائیں۔ امریکہ میں اور نیز انگریزی نسل کی دنیا میں عموماً تمام اعلیٰ عہدے ایسے لوگوں سے پُر ہیں جو اسلام کے دشمن ہیں۔ ان کے مضر اثر کو روکنے کی مطلقاً کوئی کارروائی نہیں کی جا رہی ہے۔"

یہی وہ پیغام ہے جو سلسلہ احمدیہ کے موجودہ امام نے ایک رسالہ کی صورت میں لکھ کر الہ آباد کانفرنس میں سنانے کے لئے اپنے نمایندوں کو بھیجا تھا۔ وہ لوگ جو ایک سیاسی وفد لنڈن بھیجنے کی تجاویز کر رہے تھے انہیں بتایا گیا تھا کہ نہ تو ترک موالات سے کچھ بنے گا اور نہ اس قسم کی وفود سے بلکہ ضروری ہے کہ امریکہ اور دوسرے ممالک میں مبلغین اسلام بھجوائے جائیں جو اسلام کے متعلق نہ صرف کل غلط فہمیاں دور کریں بلکہ اسلام کو اصلی صورت میں پیش کریں اس سے تمام سیاسی مشکلات حل ہو جائینگی۔ حضرت امام نے اس مطلب کے لئے پچاس موزون آدمی بھی دینے کے لئے آمادگی ظاہر فرمائی ہے۔ مگر کانفرنس والوں کو اس وقت یہ بات سمجھ نہ آئی اور اب ایک ماہر سیاست کی آواز پر بیدار ہو رہے ہیں ؞

(۴)

دُرِّ نجف۔ یہ ایک شیعہ اخبار ہے جو فرقہ اثنا عشریہ کا نمایندہ ہے۔ پہلے نمبر ہی سے ہماری ساتھ چھیڑ چھاڑ شروع کر دی ہے۔ مجھے ان سے خطاب کرتے ڈر لگتا ہے جن کے حق میں ع "دشنام کہ در مذہب ما طاعت باشد" کہا گیا ہے۔ کیونکہ وہ صاحب تو اپنی عادت اور پھر خیال عبادت سے مجبور اور میں اپنے امام ہمام کی پیروی ع "گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو" سے معذور۔ اسلئے میں نہایت ادب کے ساتھ اپنے معزز ہمعصر کو دور ہی سے سلام کرتا ہوں۔ واتبع ملۃ ابراھیم حنیفا۔

ہاں مذہبی دنیا میں ایک بہت بھاری بد دیانتی کی مثال ناظرین کے سامنے پیش کئے دیتا ہوں۔ ہمعصر ذوالفقار نے اپنے ممدوح نامدار حضرت ذوالجناح کے حالات لکھے جن پر میں نے تبصرہ کیا اور ہمعصر موصوف کا ان قیمتی حالات کے مہیا کر دینے پر شکریہ ادا کیا۔ ایک مقام پر ذوالفقار نے لکھا۔ "بعض صحابیوں کا گمان ہے کہ یہ آسمان سے اترا ہے مگر یہ ان کا قیاس اور خیال ہے جو غلط ہے"

اس پر ہم نے ذوالفقار کی تحقیق و تدقیق کی داد دی اور لکھا "بے شک عجوبہ پسندی اور خوش عقیدگی کا تقاضا یہ تھا کہ ایسی روایت بلا تامل مان لی جاتی۔ کہ وہ گھوڑا آسمان سے نازل ہوا تھا مگر جب علامہ موصوف نے دیکھا کہ ازروئے روایت و درایت یہ بات پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچتی تو فوراً اور علانیہ انکار فرما دیا"

میرے اس قابل شکریہ فعل کا معاوضہ دُرِّ نجف کی سرکار سے یہ ملا کہ وہ لکھتا ہے:۔

"ناظرین شیعہ عبارت اور مجیب قاضی صاحب کے تمسخر کا مقابلہ کر کے انصاف فرمائیں کہ کہاں ذوالجناح کا نزول آسمان سے لکھا گیا تھا"

حالانکہ آسمان سے نازل ہونے کی روایت کا ذکر ذوالفقار میں موجود ہے اور میں اسے نقل کر چکا۔ اور پھر میری عبارت آدھی نقل کر کے لوگوں کو غلط فہمی میں ڈالا۔ یہ فقرہ تو لکھ دیا وہ گھوڑا آسمان سے نازل ہوا تھا۔ اور اس سے اگلی عبارت نہ دی "مگر جب علامہ موصوف نے دیکھا کہ ازروئے روایت و درایت یہ بات پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچتی تو فوراً و علانیہ انکار فرما دیا" کیا اسی دیانت و امانت پہ نازاں ہو۔

ذوالجناح کے پہاڑ سے نکل آنے پر حضرت صالح کی اونٹنی کا واقعہ قرآن مجید سے پیش کیا ہے حالانکہ قرآن مجید میں کہیں ذکر نہیں آیا کہ وہ اونٹنی پہاڑ یا پتھر پھٹنے سے نکلی تھی۔ اور ہم تو ہر چیز اللہ ہی کی سمجھتے ہیں اس لئے ناقة اللہ کہلانے میں کچھ بھی عجوبہ نہیں۔

Digitized by Khilafat Library

دوم میں نے لکھا تھا کہ اگر لاہور کے محرم کا گھوڑا ذوالجناح کی نقل ہے تو نقل مطابق اصل چاہیئے۔ درِ نجف جواب دیتا ہے کہ ذوالجناح بھی گھوڑا اور یہ (لاہور والا) بھی گھوڑا۔ میں عرض کرتا ہوں۔ کہ اگر کوئی نا اہل "مجتہد العصر سید علی حائری" کی بجائے ممبر پر کھڑا ہو جائے اور آپ جیسے فدائی اسے نیچے اتارنا چاہیں تو اسکی اس دلیل سے آپ ساکت ہو جائینگے کہ حائری صاحب بھی انسان اور میں بھی انسان۔

دوسری مثال آپ نے حضرت عائشہ کی گڑیوں کی پیش کی ہے سو اگر یہ گھوڑا (لاہور والا) بھی گڑیا کا کھیل ہی ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ میں سمجھتا تھا کہ بزرگوارشیخان شیعہ محرم کے دنوں میں پیرانہ بالغ بن کر گڈے گڑیا کا کھیل نہیں کھیلتے۔

(۵)

آریہ مسافر۔ دہلی کا نوزائیدہ رسالہ مذہبی دنیا میں نہایت گندہ لٹریچر بہم پہنچا رہا ہے جوش غضب میں اس کی مخبوط الحواسی انتہا تک پہنچ گئی ہے۔

آپ صفحہ ۴ پر لکھتے ہیں:۔ احمدی بھائی ہمارے پریم سے بھائی کو مدِ نظر رکھتے ہوئے مذہبی امور متنازعہ پر وچار کرینگے۔ تو پبلک کو بہت فائدہ پہنچے گا۔

اب اس پریم کے بہاؤ کی مثال اسی صفحہ کی ایک سرخی سے دیکھئے۔ لکھا ہے۔ "احمدی خدا کے ہتھکنڈے"۔ مانا کہ آریہ سماج کے نزدیک ایشور کی کچھ قدر نہیں کیونکہ اسکی حیثیت انکے نزدیک محض ایک کمہار کی ہے۔ مگر ان سے مخفی نہ رہے کہ ہم احمدی اپنے مال و جان اور تمام رشتوں سے بڑھکر خدا تعالیٰ کو سمجھتے ہیں اور اسکی شان میں ایک لفظ بھی گستاخانہ سننے کے لئے تیار نہیں۔

Digitized by Khilafat Library

ہتھکنڈے کا لفظ سنتے ہی گمان ہوتا ہے کہ آریہ مسافر نے کوئی بہت بڑا الزام تراشا ہے مگر بات یہ نکلی "قرآن کی تائید سے ثابت کیا گیا کہ عالمگیر عذاب خدا نہیں لاتا جب تک پہلے نبی نہ بھیجے مطلب یہ کہ خدا نبی بھیجیگا لوگ اسکی مخالفت کرینگے اور اسے قبول نہ کرینگے خدا اس حجت سے لوگوں پر عذاب دے مار یگا دوسرے الفاظ میں اس کا یہ مطلب ہے کہ خدا اپنے بندوں پر تمام آفات نازل کرنے پر تلا ہوا ہے اور بہانے ڈھونڈتا ہے اور بمصداق خوئے بدرا بہانہ بسیار ایک موقعہ اسے نبی کی مخالفت کے لئے لوگوں سے بدلہ لینے کا ملتا ہے"

اس جہالت اور پھر سخت کلامی کو ملاحظہ فرمائیے حالانکہ بات صرف یہ ہے کہ دنیا والے جب فسق و فجور میں مبتلا ہوتے ہیں تو خدا تعالیٰ اپنے رحم سے ان میں ایک مامور و نبی مبعوث کرتا ہے جب وہ پھر بھی باز نہیں آتے تو ان کی اصلاح کے لئے عذاب نازل کرتا ہے چنانچہ اسی رسالے کے صفحہ ۱۶۱ہم پر خود آریہ مسافر نے یہ بات تسلیم کی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:-

سزا و جزا دینے والا وہی مالک حقیقی ہے اور ارواح کو سزا و جزا دینا بطریق انتقام نہیں ہے (بدلہ لینے والا فقرہ یاد کیجئے) بلکہ بلحاظ انکے فلاح و بہبودی کے ہے کہ حصول جس سرمایہ کا ان کو نجات پانے کے قابل بناتا ہے۔

تعجب ہے کہ خود ہی ایک اصل پیش کیا جاتا ہے لیکن جب اسی قسم کے عذاب کا ذکر قرآن میں پڑھتے ہیں تو اعتراض کیا جاتا ہے ٭

فتی العرب عربی اخبار رقمطراز ہے کہ سونگ چنگ (چین) کے قبائل مشرف باسلام ہوئے ہیں ان قبائل میں دس لاکھ سے زائد انسان بستے ہیں۔ چین میں مسلمانوں کی تعداد سات کروڑ تک پہنچ چکی ہے خدا ان سب کو مسیح موعود پر ایمان نصیب کرے تا وہ سچے مسلمان بن جائیں ٭

احباب کرام غور سے پڑھیں

میرے معزز بھائیو۔ اس رسالہ سے بائیسویں جلد کا آغاز ہے۔ جو کچھ مجھ سے میسّر ہوگا۔ علمی خدمت بجالاؤں گا۔ لیکن اسکی توسیع اشاعت آپکے ذمہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد صفحہ اول پر آپ نے پڑھ لیا۔ اب یہ دیکھنا آپ کا کام ہے کہ اس ارشاد کی تعمیل آپنے کہاں تک کی۔ اور کس حد تک اپنے فرض سے سبکدوش ہوئے۔ ریویو آف ریلیجنز کی توسیع اشاعت کا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کو یہاں تک خیال ہے کہ آپنے اپنا رسالہ تشحیذ الاذہان جو ہر مہینے بہت آب و تاب سے نکل رہا تھا اسکی نذر کر دیا۔ اس کے خریدار بھی اسی کو دیدیئے۔ باوجود اسکے رسالہ کے خریداروں کی تعداد میں کوئی معتدبہ اضافہ نہیں ہوا۔ اگر میں کل تعداد آپ کو بتاؤں جسمیں یہ جنوری کا رسالہ روانہ ہوا ہے تو آپ حیران رہ جائیں ہماری توقع تھی کہ رسالہ کے خریدار بڑھ جائینگے کیونکہ احباب کی توجہ ۲ دو رسالوں کی بجائے ایک رسالہ ماہواری پر مبذول ہوگی لیکن نتیجہ برعکس نکل رہا ہے بقایا داران کا یہ حال ہے کہ سال میں چار بار وی پی کیئے جوابی کارڈ لکھے۔ جواب ندارد۔ آخر مجبوراً ان کے نام سے رسالہ بند کر دیا۔ اور اس طرح پر چار سو رسالہ کی روانگی کم ہوگئی۔ اب موجودہ صورت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ باوجود اس مختصر عملے کے آمد خرچ کو برداشت نہیں کر سکیگی بلکہ اگر یہی حال رہا تو حجم بجائے ۴۸ صفحے کے ۴۰ صفحے کر دینا پڑیگا اس لئے میں ناظرین کرام سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ جلد رسالہ کی توسیع اشاعت میں ایک نمایاں سٹیپ لیں ؛

Digitized by Khilafat Library

دوم اب ریویو و تشحیذ کا کھاتہ حساب واحد ہے اور چٹیں نئی چھپوائی گئی ہیں اس لئے سب خریداروں کے نمبر بدل گئے ہیں۔ ہر خریدار کو چاہیئے کہ اپنی چٹ پر سے اپنا نمبر پڑھ کر نوٹ کرلے ۱۱۷۹ ڈاکخانہ کا نمبر ہے خریداری نمبر نہیں ؛

جو احباب توسیع اشاعت کے لئے کوشش فرماکر نئے خریدار دینگے ان کے نام نامی شکریہ کے ساتھ درج رسالہ ہونگے بلکہ دس خریدار دینے والے کو ایک سال رسالہ مفت نذر ہوگا اور پانچ خریدار دینے والے کو چھ ماہ ؛ **مینجر اردو ریویو قادیان**

اطلاع : یہ رسالہ صرف ان دوستوں کو بھیجا گیا ہے جن کے ذمے بقایا نہیں یا جن کی قیمت دسمبر ۱۹۲۲ء یا اس سے پہلے کسی مہینے میں ختم ہوتی ہے۔ جن احباب کو رسالہ نہ پہنچے۔ وہ بقایا ادا کرنے کی فکر کریں۔ چونکہ چٹیں نئی ہیں اسلئے ممکن ہے کسی اور غلط فہمی کی بنا پر بعض احباب کو رسالہ نہ پہنچا ہو۔ ایسے مہربان ہمیں اطلاع دیں۔ مینجر رسالہ

یہ رسالہ ہر انگریزی مہینے کی پانچ تاریخ کو قادیان دارالامان ضلع گورداسپور پنجاب سے شائع ہوتا ہے

ڈاکٹر ایس کے برمن کی دوائیاں ۳۸ سال سے تمام ہندوستان میں بک رہی ہیں۔

کولا ٹانک

زیادہ فکر یا محنت یا غم و بیماری و تبدیل آب ہوا کے سبب سے بدن کمزور ہو گیا ہو۔ تو اسکو استعمال کیجئے۔ نئی طاقت پیدا ہوتی ہے۔ یہ دم کو بڑھاتا ہے۔ اسلئے گھوڑے کی سواری پہاڑ کی چڑھائی کثرت کاروبار۔ پڑھنا وغیرہ کاموں میں پہلے اس کو استعمال کرنے سے دم نہیں پھولتا۔ یہ پھولدل۔ دھڑکن کو روکتا ہے۔ رات کو جاگنا ہو۔ تو اس کو پی لیجئے۔ تھکان نہیں ہوگا۔ یہ شراب افیون کی عادت کو چھڑاتی ہے۔ قیمت ۳۲ خوراک کی شیشی ایک روپیہ چار آنہ ۔

پین ہیلر

یہ ہر قسم کے اندرونی اور بیرونی درد۔ موچ۔ چوٹ۔ گٹھیا کے سبب جوڑوں یا گانٹھوں میں یا سردی کے سبب کمر۔ کولہا۔ پنجر۔ گردن یا اینٹھن وغیرہ سے جیسا بھی درد ہو۔ پین ہیلر کی مالش سے فوراً جاتا رہتا ہے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ چار آنہ۔ محصولڈاک ۶/

Digitized by Khilafat Library

سالسہ

یہ آپ جانتے ہیں کہ انسان کی زندگی خون سے ہے۔ اسلئے خون کا صاف رکھنا نہایت ضروری ہے۔ ڈاکٹر ایس کے برمن کا آیوڈائڈ سالسہ نہایت مفید ثابت ہوا ہے۔ اسمیں کسی چیز کا پرہیز نہیں ہے۔ اس سالسہ میں خاص کر پوٹاس آیوڈائڈ وغیرہ چند آزمودہ ادویات ملا کر بنتا ہے۔ اسلئے تمام سالسوں سے مفید ثابت ہو رہا ہے۔ گرمی۔ آتشک گٹھیا وغیرہ یا پارہ ملی ہوئی ادویات کے استعمال سے اگر خون بگڑ گیا ہو تو اسکو استعمال کیجئے قیمت فی شیشی عہ ۔

جلاب کی گولیاں

یہ چکنی چکنی جلاب کی بے ذائقہ گولیاں کل میں بنتی ہیں۔ اور اس لئے وزن میں مساوی ہوتی ہیں۔ رات ۲ گولیاں کھا لیجئے۔ علی الصباح بغیر گرمی۔ مروڑ کے پیٹ صاف ہو جائیگا۔ اور لطف یہ کہ کھانے نہانے کام کاج کچھ ممانعت نہیں۔ قیمت ۱۶ گولیوں کی ڈبیہ ۹/ محصولڈاک ۔ ہمارے یہاں کی دوائیاں ہر جگہ دوکانداروں دوا فروشوں اور ایجنٹوں کے پاس ملتی ہیں ۔

ڈاکٹر۔ ایس۔ کے برمن۔ نمبر ۵ تاراچند دت۔ اسٹریٹ کلکتہ